﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۲۴/جولائی ۱۹۹۸ء شمارہ ۳۰

۲۹/ربیع الاول ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۴/وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور ایسا ہی دوسرے نبیوں نے بھی کہا ہے یہ سچ ہے کہ دولت مند کا بہشت میں داخل ہونا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا مال اس کے لئے بہت سی روکوں کا موجب ہوتا ہے۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مال تمہارے واسطے ہلاکت اور ٹھوکر کا باعث نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اسے دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کرو۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دُنیا پر مقدم کرلے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے۔ اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹھہرتا ہے۔.......... یقیناً یاد رکھو کہ جب تک انسان کی عملی حالت درست نہ ہو زبان کچھ چیز نہیں۔ یہ نری لاف گزاف ہے۔ زبان تک جو ایمان رہتا ہے اور دل میں داخل ہو کر اپنا اثر عملی حالت پر نہیں ڈالتا وہ منافق کا ایمان ہے۔ سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کردے۔ سچا ایمان ابو بکرؓ اور دوسرے صحابہ رضوان الله علیهم اجمعین کا تھا کیونکہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال تو مال جان تک کو دے دیا اور اس کی پرواہ بھی نہ کی۔ جان سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی مگر صحابہؓ نے اسے بھی آنحضرت ﷺ پر قربان کردیا۔ انہوں نے کبھی اس بات کی پرواہ بھی نہیں کی کہ بیوی بیوہ ہو جائے گی یا بچے یتیم رہ جائیں گے بلکہ وہ ہمیشہ اسی آرزو میں رہتے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہماری زندگیاں قربان ہوں"۔

(ملفوظات ،مطبوعه لندن جلد ۸ صفحه ۲۹۵،۲۹٦)

اپنی نئی نسلوں کی فکر کرو اور جو ان میں سے کمانے والے ہیں ان پر لازم کرو کہ وہ شروع سے ہی چندہ ادا کریں

(خلاصه خطبه جمعه ۱۰/جولائی ۱۹۹۸ء)

لندن (۱۰/جولائی) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد آیت ﴿یٰاَ اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا قُوا اَنفُسکم وَ اَھلِیکُم نَاراً.......... الخ﴾ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن کی تلاوت امریکہ کے سفر کے آخری خطبہ میں بھی کی تھی اور ان آیات کے مضمون کے پیش نظر ایسے متمول احمدیوں کو خصوصیت سے نصیحت کی تھی جو اپنے اموال سے اللہ کی نسبت زیادہ محبت رکھتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان کی اولادیں بھی ان کے ہاتھوں سے نکلتی چلی جارہی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہاں جو مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی تھی یہ ہرگز کسی مالی ضرورت کے احساس کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ احساس تھا کہ وہ لوگ جو بدنصیب ہیں انہیں بچایا جاسکتا ہے تو بچا لیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ قُوا اَنفُسکم وَ اَھلِیکُم نَارا.......... کے الفاظ میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اپنی نئی نسلوں کو بچالو اور شروع ہی سے ان کی فکر کرو اور جو ان میں سے کمانے والے ہیں ان پر لازم کرو کہ وہ شروع سے ہی چندہ ادا کریں۔ یہ وقت ہے کہ ان کو سمجھایا جائے کہ تمہارا مال تم پر حرام ہے جب تک خدا کا حصہ اس میں سے نکال نہ دو۔ حضور نے ایسی خوشکن مثالوں کا ذکر بھی فرمایا کہ جب ایسے نوجوانوں کو نصیحت کی گئی تو کس طرح انہوں نے فوری طور پر مثبت ردعمل ظاہر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ دیکھیں گے کہ ان نوجوانوں کی قربانیاں مستقبل میں جماعت کی ساری ضرورتوں کو سنبھال لیں گی۔

حضور نے فرمایا اس تنبیہ کا بہت سے مخلصین پر بہت اچھا اثر پڑا ہے اور انہوں نے اس عزم صمیم کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ اللہ سے اپنا

باقی صفحه نمبر ۱٦ پر ملاحظه فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کرسکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ ۴/جولائی ۱۹۹۸ء :

آج مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے بچوں کی کلاس لی۔ جو حسب معمول تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمے سے شروع ہوئی۔ مکرم امام صاحب نے بچوں کو تفصیل کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے دونوں نام احمدؐ اور محمدؐ کا مطلب سمجھایا۔ اس کے بعد "صلاۃ" اور آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے موضوع پر تقاریر کی گئیں۔ مکرم امام صاحب نے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ اور اسلامی تاریخ کے اس نہایت اہم واقعہ کا بہت ہی مؤثر انداز میں ذکر کیا اور بچوں کو بتایا کہ اس واقعہ کے ساتھ ہی اسلامی ہجری کیلنڈر کا آغاز ہوا۔

اتوار، ۵/جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی بولنے والے افراد کے ساتھ ایک پرانی ملاقات کا پروگرام نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کیا گیا۔

سوموار، ٦/جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور کے ساتھ منعقد کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۴۱ جو ۲۸/فروری ۱۹۹٦ء کو پہلی بار نشر ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

منگل، ۷/جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۵۵ منعقد ہوئی جس کا آغاز سورۃ الزخرف آیت نمبر ٦۹ سے ہوا۔ حضور نے بتایا کہ آیات ٦۹ تا ۷۴ میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ صرف آخرت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس دنیا کے نیک اور مومن بندوں کی حالت پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ آیت نمبر ۷۴ میں بہت سے پھلوں کا تصور تو پیش کیا گیا ہے لیکن ہر جنتی اپنی خواہش اور طبیعت کے مطابق ان کا انتخاب کرے گا اور مزے اڑائے گا۔ آیت نمبر ۷۸ میں مالک سے مراد جہنم کا فرشتہ ہے۔

سورۃ الزخرف کے بعد سورۃ الدخان کا آغاز ہوا۔ آیت نمبر ۱۱ میں دخان مبین سے مراد وہ دھؤاں ہے جو دجال کے زمانے میں ایٹم کے دھماکے کے نتیجے میں اٹھے گا۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے بھی ثابت ہے کہ ایسا عذاب آنے والا ہے جو زمین کے ان خطوں کو ہر قسم کی زندگی سے محروم کردے گا۔ یہ عذاب ایٹمی تباہی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ آیت نمبر ۱۳ میں یہ تاکید کی گئی ہے کہ جب وہ ایٹمی عذاب آئے گا تو مومنین کا بچنا از خود نہیں ہوگا بلکہ انہیں بھی خدا تعالیٰ سے حفاظت کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔ آیت نمبر ۱٦ میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ ایٹمی دھماکے مختلف وقفوں سے ہونگے۔ آیات نمبر ۱۸ اور ۱۹ میں حضرت موسیٰؑ کی تاریخ کا ذکر ہے۔ یہ واقعات اس زمانے پر بھی چسپاں ہوتے ہیں چنانچہ حضور نے اس کی وضاحت فرمائی۔

بدھ، ۸/جولائی ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۵٦ منعقد ہوئی جس کا آغاز سورۃ الدخان کی آیت نمبر ۳۱ سے

باقی صفحه نمبر ۱۲ پر ملاحظه فرمائیں

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

حضرت امیرالمومنین ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز کی

معرکه آراء تصنیف

"Revelation,Rationality,Knowledge & Truth"

طبع ہو گئی ہے۔ اور تمام ممالک کو بھجوائی جارہی ہے۔

اس کے حصول کے لئے اپنے ملک کے شعبہ اشاعت سے رابطہ کریں۔

(وکالت اشاعت۔ لندن)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

جرمنی میں ورود مسعود

مجلس انصاراللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماعات سے خطابات، مجالس عرفان اور جرمن و عرب مہمانوں کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال و جواب، انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں کے ایمان افروز پروگرام

(حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے سفر ۱۴/مئی تا ۲۶/مئی ۹۸ء کی مختصر رپورٹ)

(آخری قسط ہشتم)

فیملی ملاقاتیں

۲۵/ مئی ۹۸ء کی صبح دس بجے مسجد نور فرینکفرٹ میں فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جو بعد دوپہر تک جاری رہا- اس دوران اڑتیس (۳۸) فیملیوں کے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا- نیز شعبہ ہومیوپیتھک جرمنی کے چھ ارکان نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی- نماز ظہر و عصر ادا فرمانے کے بعد حضور انور اپنے اس بابرکت سفر کے آخری مرحلے میں کولون کے لئے روانہ ہوئے جہاں جرمن احباب کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام تھا-

جرمنوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

۲۵/ مئی ۱۹۹۸ء کی شام احمدیہ مشن ہاؤس کولون میں جرمن احباب کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا- اس مجلس میں کئے جانے والے سوالات اور ان کے مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں:

☆ پہلا سوال تھا کہ کیا ہم خدا کا حصہ ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ نہیں، ہم خدا کا حصہ نہیں ہیں لیکن ہم میں کچھ خدائی خصوصیات موجود ہیں کیونکہ وہ ہمارا خالق ہے اور خالق کی اپنی مخلوق پر ایک مُہر ہوا کرتی ہے-

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جس کو دنیا میں خوشی نہ ملے، اُسے آخرت میں بھی خوشی نہیں مل سکتی لیکن یہ عام خوشی کی بات نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے امن کی خوشی ہے جو نبیوں اور نیک لوگوں کو عطا کی جاتی ہے-

☆ بعض لوگوں کے اسلام کی صداقت کا علم ہونے کے باوجود اسلام قبول نہ کرنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اسلام قبول نہیں کرتے اُن کی دو اقسام ہیں- اول وہ جو نہیں جانتے کہ اسلام کیا ہے اور دوسرے وہ جو اسلام کی ساری خصوصیات سے آشنا ہیں اور اگر وہ ایمان نہ لائیں تو تکلیف اٹھائیں گے مثلاً اگر کوئی جانتا ہو کہ آگ جلائے گی اور پھر بھی وہ اپنا ہاتھ اس میں ڈالے تو یہ اس کی مرضی ہے لیکن وہ تکلیف ضرور اٹھائے گا-

☆ ایک سوال کے جواب میں زندگی کے مقاصد بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ زندگی کا مقصد خدا کی طرف ترقی کرتے چلے جانا ہے- یہ نہ صرف انسانی زندگی کا مقصد ہے بلکہ ارتقاء کا رُخ بھی یہی ہے اور ارتقاء کا مقصد بھی یہی ہے کہ زندگی کو اس قابل کیا جائے کہ وہ خدا تک پہنچ سکے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے- عبادت کا مطلب ہے اطاعت- یعنی خدا کی اطاعت ہی مقصد حیات ہے-

☆ بائبل کی اسلام کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کے مطابق دیگر تمام گزشتہ الہامی کتب بنیادی طور پر ایک ہی تھیں یعنی جن میں انسان کی خدمت کے راستے بتائے گئے ہیں لیکن جیسے انسان کی ہڈیاں ایک طرح کی ہیں لیکن گوشت پوست سے شکل و صورت مختلف ہو جاتی ہے اسی طرح ان تمام کتب کی بنیاد ایک ہی ہونے کے باوجود بھی ان کے ماننے والے مختلف نظر آتے ہیں-

☆ ایک سوال تھا کہ احمدیوں کے اِس عقیدہ کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے- حضور انور نے فرمایا کہ اس کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پر ہے کہ آپؐ حضرت عیسیٰؑ سے نصف زندگی پائیں گے- پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ عیسیٰؑ واقعہ صلیب کے لمبے عرصہ بعد فوت ہوئے اور انہوں نے اس بات کا اظہار بھی کیا تھا کہ وہ اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں یعنی گمشدہ قبائل کی تلاش میں جانے والے ہیں- چنانچہ نئے عہد نامہ کے مطابق وہ سفر کرتے ہوئے مسلسل جائے صلیب سے دور ہوتے گئے-

حضور نے فرمایا کہ عیسائی مؤرخین کے مطابق اسرائیلی افغانستان اور کشمیر میں بھی آبسے تھے- چنانچہ اگر آپ افغانیوں اور کشمیریوں کے چہروں کے نقوش پر غور کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ یہ برِصغیر میں بسنے والوں کی نسبت اسرائیلیوں سے کس قدر مشابہت رکھتے ہیں-...... اپنے جواب کو مختصر کرتے ہوئے حضور انور نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سرینگر کشمیر میں واقع قبر کا ذکر کیا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں ایک نبی ایک سو بیس برس کی عمر پا کر فوت ہو کر مدفون ہوا-

☆ ایک سوال تھا کہ "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں" کے ماٹو پر پورا یقین ہے لیکن عملاً ایسا معاشرہ وجود میں کیسے آسکتا ہے؟- حضور نے فرمایا کہ دنیا میں ہر شخص کا ایک شیطان ہے جو اُس کے برے خیالات کا دوسرا نام ہے- اگر ہر شخص اپنی ذہانت کے مطابق چلنے سے پہلے اس شیطان کو ذہن سے نکال دے تو ایک پُرامن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے-

☆ "آخری زمانہ"، قیامت کے قرب کی نشانیوں اور اس کے بارے میں پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ قیامت ایک دن کی نہیں ہے- دراصل قوانین قدرت جو لاگو ہوتے ہیں وہ برے لوگوں کے خلاف عمل پیرا ہیں لیکن لوگ نہیں جانتے کہ ایسا کیوں ہے- حضور نے فرمایا کہ "آخری دنوں" کا مطلب ہے کہ کئی دن مسلسل ایسے آئیں گے جب جنگوں کے تسلسل کی وجہ سے انسان انسان کو سزا دے گا- حضور نے دونوں عالمگیر جنگوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمیں یقین ہے کہ تیسری سزا ابھی آنے والی ہے جو گزشتہ دونوں سے سنگین تر ہو گی اور انسان ہی انسان کی تباہی کا باعث بنے گا- قرآن کریم کے مطابق اس سزا کے بعد انسان کو اپنی حیثیت کا احساس ہو گا اور وہ خدا کی طرف جھکے گا- اور یہ بات اُس یوم جزا سزا کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی ہے جس کے بارے میں عام طور پر ہم نے سُن رکھا ہے- حضور نے فرمایا کہ یہ بنی نوع انسان کا خاتمہ نہیں ہے بلکہ ایک نئے دور کا آغاز ہے اور اللہ جانتا ہے کہ اس کے بعد انسان اور یہ کائنات کتنا عرصہ باقی رہیں گے-

☆ اسلام میں عورت کے مقام کے بارے میں متعدد سوالات کا یکجائی طور پر جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ عورت اسلام میں اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کام نہیں کر سکتی کیونکہ خاوند نان و نفقہ کا ذمہ دار ہے- اگر خاوند اخراجات کے لئے کافی آمد پیدا نہیں کر سکتا تو باہمی رضامندی سے کسی فیصلہ پر پہنچا جاسکتا ہے- اور عورت اپنے خاوند سے مطالبہ کر سکتی ہے کہ یا رقم زیادہ پیدا کرو یا طلاق دے دو- لیکن اسلام میں عورت کا کام کرنا یا کام کے لئے باہر جانا منع نہیں ہے-...... یورپین معاشرہ میں مرد اور عورت اگر کمار ہے ہوں تو وہ اپنی آمد Share کرتے ہیں لیکن اسلام میں عورت کی کمائی صرف اُسی کی ہے اور وہ خاوند کو اُس میں سے دینے سے انکار کر سکتی ہے-

☆ اس سوال کے جواب میں کہ اگر بچے نہ پیدا ہوں تو کیا خاوند دوسری شادی کر سکتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ دوسری شادی کرنا خاوند کا حق ہے لیکن اگر پہلی بیوی اس بات کو ناپسند کرے تو وہ طلاق لے سکتی ہے لیکن کئی اور باتیں ہیں جنہیں پیش نظر رکھنا چاہئے- مثلاً جب جنگوں کے بعد عورتیں تعداد میں مَردوں کی نسبت زیادہ ہو جائیں جیسا کہ جرمنی میں دونوں عالمگیر جنگوں کے بعد ایسا ہوا تو ایسی صورت میں اسلام مرد کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دیتا ہے- لیکن کوئی بھی صورت ہو اسلام یہ شرط بھی عائد کرتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں انصاف کرنا لازمی ہے- آج کے دور میں جو ایک سے زیادہ شادیاں کرتا ہے، اگر وہ انصاف سے کام لے تو پہلی بیوی یقیناً اُس کے ساتھ رہنے کو ترجیح دے گی لیکن چونکہ آجکل عموماً ایسا نظر نہیں آتا اس لئے پہلی بیوی تکلیف اٹھانے کے بعد علیحدگی پسند کرتی ہے-

☆ "اسلام" کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کا مطلب ہے سلامتی اور امن یعنی سلامتی دینا- ایک مسلمان اللہ سے سلامتی لیتا ہے اور دنیا کو سلامتی پہنچاتا ہے- درحقیقت آپ صرف خدا سے سلامتی پا سکتے ہیں- اگر آپ اُس سلامتی کو حاصل کرلیں تو پھر اُسے دنیا میں تقسیم کر سکتے ہیں- حضور نے فرمایا کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں ہے بلکہ ہر مذہب کا نام اسلام ہے کیونکہ ہر مذہب کا یہی مقصد ہے-

☆ اسلام میں عورت کے لئے پردہ کا حکم کیوں ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ عورت کو بُرے لوگوں سے محفوظ رکھنے کے لئے پردہ ہے- آج کے جدید معاشرہ میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ کسی عورت کی خوبصورتی کو بُرے لوگ چند روز کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اُسے تباہ کر کے اپنی راہ لیتے ہیں-

حضور نے فرمایا کہ پردہ عورت کی اپنی شان میں اضافہ ہے اور روزمرہ کی باتوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ مرد عورتوں کی عزتوں کو کس طرح پامال کرتے ہیں لیکن مرد محفوظ ہیں- اس لئے عورتوں کی عزت کی حفاظت کے لئے پردہ رکھا گیا ہے-

حضور نے فرمایا کہ دو صدیاں پہلے پردہ عیسائی دنیا میں ایک نمایاں مقام رکھتا تھا- آپ پرانی تصاویر دیکھیں جن میں عورتوں کے سر ڈھکے ہوئے آپ کو ملیں گے-...... پھر عورتوں کے پردے کے نتیجہ میں معاشرہ میں وفاداری پیدا ہوتی ہے کیونکہ پھر عورت کا حسن اور اس کی دلکشی صرف اس کے خاوند کے لئے ہی ہو گی اور اس بات کا ردّ عمل بہت خوبصورت ہوتا ہے-

حضور نے مزید فرمایا کہ عورتیں اپنے خاندان میں جہاں اُن کی عزتیں محفوظ ہوں، پردہ اتار سکتی ہیں- اسی طرح ایسی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں مثلاً سرجری وغیرہ کے دوران میں پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں-

☆ اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق عورت اور مرد کے حقوق برابر ہیں- فرق صرف جسمانی ساخت کا ہے- عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے بچہ پیدا کرنے کے قابل بنایا ہے اور اِس حقیقت کو عورتیں بھی بخوبی جانتی ہیں چنانچہ اگر انہیں اولمپک مقابلوں میں مَردوں کے شانہ بشانہ حصہ لینے کے لئے کہا جائے تو وہ احتجاج کریں گی- امر واقعہ یہ ہے کہ ہر ایسا قانون جو مرد اور عورت کے صنفی فرق کو ملحوظ نہیں رکھتا وہ ناقابل عمل ہے- اس لئے اسلام میں دونوں صنفوں کے فرق کو ملحوظ رکھا گیا ہے-

حضور نے فرمایا کہ میں آپ کے سامنے وہ اسلام پیش کر رہا ہوں جس کی بنیاد قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہے- چنانچہ جنگوں کے دوران مسلمان خواتین نے سر پر اوڑھنی لئے بغیر بھی حصہ لیا لیکن عام حالات میں بہتر یہی ہے کہ وہ سروں کو ڈھانپ کر

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

مسلمانان ہند کے مفادات کا تحفظ
اور
جماعت احمدیہ کی عظیم الشان قربانیاں

دوسری قسط

عنوان بالا سے ہم نے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۸۵ء کا ایک حصہ گزشتہ شمارہ میں شائع کیا تھا۔ اس کا بقیہ حصہ قسط ہذا میں درج ذیل ہے:

(ادارہ)

برصغیر کی تاریخ میں سب سے اہم دور جو مسلمانوں کی تقدیر بنانے والا دور کہلا سکتا ہے جس میں بقا کی جدوجہد اور بقا کی جنگ بڑی شدت کے ساتھ لڑی جارہی تھی وہ قیام پاکستان سے قبل کی تاریخ کا دور ہے۔ اس وقت مسلمان زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے۔ اس وقت مسلمانوں کو ایک ایسی پناہ گاہ چاہئے تھی جہاں وہ مخالفانہ طاقتوں کے استبداد سے محفوظ رہ سکیں، جہاں نہ ان کے دین کو کوئی خطرہ ہو نہ ان کی سیاست کو کوئی خطرہ ہو، نہ ان کی معیشت کو کوئی خطرہ ہو۔ چنانچہ اس پناہ گاہ کی تلاش میں مختلف وقتوں میں مختلف مسلمان اہل فکر نے کچھ تصورات باندھے، کچھ خوابیں دیکھیں، کچھ نقشے تعمیر کئے اور رفتہ رفتہ پاکستان کا نقشہ ابھرنے لگا کہ گویا وہ ساری ملت اسلامیہ کی آواز تھی۔ اس انتہائی اہم دور میں جماعت احمدیہ کا کردار کیا تھا۔ **جن کے متعلق آج یہ کہا جا رہا ہے کہ احمدیوں کے لئے مسلمان ممالک مہلک ثابت ہوتے ہیں اس لئے وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی مسلمان ملک قائم رہ جائے۔** کجا یہ کہ وہ کسی مسلمان ملک کے بنانے میں ساتھ دیں۔ چنانچہ اس انتہائی اہم دور میں جماعت احمدیہ کیا کر رہی تھی۔ اور وہ جماعتیں جو آج پاکستان پر مسلط کی جارہی ہیں ان کا کردار کیا تھا اس سلسلہ میں میں چند اقتباس غیر احمدی اخباروں سے نکال کر پیش کر رہا ہوں تاکہ آج تاریخ کا جو حلیہ بگاڑا جارہا ہے مسلمانان پاکستان اور مسلمانِ عالم دیکھیں تو سہی کہ اصل ظالم کون تھا اور مسلمانوں کے ساتھ سچی ہمدردی رکھنے والا، پیار کرنے والا، ان کی خاطر جان و مال قربان کرنے والا کون تھا۔ سید رئیس احمد جعفری اپنی کتاب "حیات محمد علی جناح" مطبوعہ ۱۹۴۶ء زیر عنوان "اصحاب قادیان اور پاکستان" لکھتے ہیں:

"اب ایک اور دوسرے بڑے فرقہ اصحاب قادیان کا مسلک اور رویہ پاکستان کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے۔ اصحاب قادیان کی دونوں جماعتیں مسلم لیگ کی مرکزیت، پاکستان کی افادیت اور مسٹر جناح کی سیاسی قیادت کی معترف اور مداح ہیں"۔

اس زمانہ میں مسلمانوں کو اس جدوجہد کے دوران جو غیر معمولی مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کی تاریخ تو بہت دردناک ہے۔ مشرقی پنجاب کے علاقے میں مسلمانوں کے خون سے اس کثرت کے ساتھ ہولی کھیلی گئی ہے کہ اس ساری تاریخ کا احاطہ کرنا تو ممکن ہی نہیں اور نہ ہی کوئی دل ان دردناک داستانوں سے دوبارہ گزرنے کو گوارا کرے گا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جب عملی جہاد کا وقت آیا تو اس وقت مسلمان فرقوں میں سے احرار اور جماعت اسلامی کا کردار کیا تھا اور جماعت احمدیہ کا کردار کیا تھا۔ **وہ وقت ایسا نہیں تھا جو صرف تبلیغی جہاد کا ہو۔ وہ وقت ایسا تھا جبکہ بدنی جہاد کا وقت تھا اور تلوار کے جہاد کا وقت بھی آ چکا تھا۔** مسلمان عورتوں کی عزت و حرمت کے ساتھ ظلم کی ایک ہولی کھیلی جارہی تھی اور بچوں کو اچھال کر نیزوں میں پرویا جارہا تھا۔ الغرض لٹے ہوئے قافلوں اور ان کے ساتھ مظالم کے اتنے دردناک مناظر ہیں کہ زبان کو یارا نہیں کہ ان کا تفصیل سے ذکر کر سکے بہرحال سب مسلمانوں کو بالعموم اس تاریخ سے واقفیت ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب عملی جہاد کا وقت آیا تو کون تھا جو مسلمانوں کی خاطر جہاد کی صف اول میں لڑ رہا تھا۔ اخبار "احسان" جو ایک احراری اخبار تھا (اب بند ہو چکا ہے) ۲۵/ستمبر ۱۹۴۷ء کے شمارہ میں لکھتا ہے:

"قادیان کے نوجوان ملٹری کے جبر و تشدد کے باوجود خوفزدہ نہیں۔ وہ صرف اس بات کے خواہشمند ہیں کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اب وہ آہستہ آہستہ موت کے گھیرے میں آتے جاتے ہیں اور نہرو کی حکومت جو کہتی تھی کہ کسی مسلمان کو مشرقی پنجاب سے نکلنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا وہ قادیان کے مسلمانوں کو وہاں سے زبردستی نکلوانے اور انہیں تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے (آج یہ کہا جارہا ہے کہ احمدی ہندوستان کے ایجنٹ ہیں)۔ "محکمہ حفاظت قادیان" کے ماتحت کام کرنے والے نوجوان بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں اور رات دن پہرہ دیتے ہیں"۔

(اس مرحلہ پر حضور نے فرمایا: میں خود بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں شامل تھا اور مجھے یاد ہے کہ بعض دفعہ اڑتالیس اڑتالیس گھنٹے نیند نہیں آسکتی تھی کیونکہ حالات ہی ایسے تھے علاوہ ازیں خدام تھوڑے تھے اور کام بہت زیادہ تھا اور بعض دفعہ اگر چند لمحے بھی نیند کے لئے مل جاتے تو یوں لگتا تھا کہ ہم گناہ کر رہے ہیں۔ اور یہ احساس ہوتا کہ ہم سوئے کیوں۔ یعنی یہ اس وقت کے احمدی نوجوانوں کے احساسات تھے۔ اور پھر صرف قادیان میں ہی نہیں بلکہ اس کے اردگرد جتنے بھی مسلمان دیہات تھے انہیں بچانے اور ان کی خاطر لڑنے کے لئے قادیان سے مجاہد جایا کرتے تھے یہ اس زمانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ اخبار لکھتا ہے):

"بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی ادا کرتے اور رات دن پہرہ دیتے۔ گو نیند اور بے آرامی کی وجہ سے ان کی صحت کمزور ہو چکی ہے مگر وہ موت کے ڈر سے بھاگنے کی بجائے موت سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ وہاں کوئی ملٹری مسلمان نہیں ہے۔ ہندو ملٹری اور سکھ پولیس انہیں ڈراتی دھمکاتی ہے۔ ہندو کیپٹن بھرا ہوا پستول ہاتھ میں پکڑے دہشت پھیلانے کے لئے اِدھر اُدھر پھرتا رہتا ہے"۔

پھر یہی اخبار ۲/اکتوبر ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں مزید لکھتا ہے:

"لمبی چوڑی باتیں لکھنے کا وقت نہیں...... اس وقت ہم کم و بیش ۵۰ ہزار افراد (یعنی اس اخبار میں کسی غیر احمدی مسلمان کا خط چھپا ہے جو ان دنوں قادیان میں پناہ لئے ہوئے تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ) اس وقت ہم کم و بیش پچاس ہزار افراد قادیان میں پناہ لئے بیٹھے ہیں ہمیں احمدیوں کی طرف سے زندہ رہنے کے لئے کھانا مل رہا ہے۔ بعض کو مکان بھی مل چکے ہیں۔ مگر اس قصبہ میں اتنی گنجائش کہاں، ہزاروں آسمان کی چھت کے نیچے زمینی فرش پر پڑے ہیں جنہیں دھوپ بھی کھانا پڑتی ہے اور بارش میں بھی بھیگنا پڑتا ہے"۔ (احسان لاہور ۲/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

علاوہ ازیں حکومت پاکستان کی طرف سے ایک کتاب "کاروان سخت جان" کے نام سے شائع ہوئی اس میں تقسیم ملک کی تاریخ کا ذکر ہے۔ حکومت پاکستان کے محکمہ دفاع کی طرف سے شائع شدہ یہ کتاب قادیان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہے:

"یہ مقام علاوہ اپنی صنعتی اور تجارتی شہرت کے جماعت احمدیہ کا مرکز ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے گردونواح میں تمام تر سکھوں کی آبادی ہے۔ چنانچہ فسادات کے ایام میں بیس بیس میل دور کے مسلمان بھی قادیان شریف میں پناہ لینے کے لئے آگئے"۔

(کل تک تو قادیان شریف تھا مگر آج تم ربوہ کو بھی دنیا کا ناپاک ترین شہر بنا رہے ہو۔ نعوذباللہ من ذلک اور کہتے ہیں کہ جس طرح یہودیت کا اسرائیل ہے اسی طرح ربوہ میں مرزائیل ہے۔ نعوذباللہ من ذلک اُس وقت تو تمہاری زبانوں سے حق جاری ہوا تھا کہ قادیان نہ کہو یہ تو قادیان شریف ہے۔ یہاں خدا کے پیارے بستے ہیں۔ خدا کے پیاروں نے یہ بستی آباد کی ہے اور اسلام کے فدائی اس بستی میں آباد ہیں۔ جب تک یہ یادیں اس بستی سے وابستہ رہیں گی شرفاء اسے ہمیشہ قادیان شریف کے نام سے ہی یاد کرتے رہیں گی۔ اس وقت کی حکومت پاکستان کی شرافت کی بھی داد دینی پڑتی ہے کہ اس نے حق کا اظہار کرتے ہوئے ان احراری مولویوں کی کوئی پرواہ نہیں کی)

"یہ تعداد بڑھتے بڑھتے پچھتر ہزار نفوس تک پہنچ گئی"۔

اس مرحلہ پر حضور نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ان پناہ گزینوں کو باقاعدہ کھانا دیا جاتا چونکہ خطرناک حالات نظر آ رہے تھے اس لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بڑی حکمت عملی کے ساتھ حالات کو جانچ کر جلسہ سالانہ کی ضروریات سے کہیں زیادہ گندم اکٹھی کی ہوئی تھی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک بھی مسلمان فاقوں سے نہیں مرنے دیا گیا بلکہ حاجتمندوں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہوئے جہیزوں کے قیمتی کپڑے بھی ان میں تقسیم کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی بیگم کے قیمتی کپڑے تقسیم کر کے اس کام کا آغاز کیا۔ حضرت بیگم صاحبہ چونکہ نواب مالیر کوٹلہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اس لئے ان کپڑوں میں بعض اتنے قیمتی اور پرانے خاندانی ملبوسات چلے آ رہے تھے کہ ان کو خود بھی نہیں پہنا کرتی تھیں کہ کہیں خراب نہ ہو جائیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سب کے سامنے اور سب سے پہلے اپنے گھر سے کپڑوں کے بکس کھولنے شروع کئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان غرباء کو جن کے خواب وخیال میں بھی ایسے کپڑے نہیں آ سکتے تھے تقسیم کر دئے۔ لینے والے تقریباً سارے غیراحمدی مسلمان تھے۔ پھر اس کے بعد تو ہر گھر کے ہر کمرہ کے ہر بکس کے منہ کھل گئے اور جو کچھ تھا وہ سارا اپنے مصیبت زدہ غیر احمدی مسلمان بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ میں جب آخر میں قادیان سے نکلا ہوں تو میرے پاس ایک خاکی تھیلا تھا جس میں صرف ایک جوڑا تھا۔ یہ نہیں کہ کوئی چیز لا نہیں سکتے تھے بلکہ ہمارے سارے گھر خالی پڑے تھے اور جو کچھ تھا وہ سب تقسیم کر دیا گیا تھا۔

"چونکہ ان پناہ گزینوں کو ظالم اور سفاک سکھوں نے بالکل مفلس اور قلاش کر دیا تھا لہٰذا قادیان کے باشندگان نے ان بے چاروں کی کفالت کا بیڑا اٹھایا۔ ظاہر ہے اتنی بڑی جمعیت کے لئے خوراک اور رہائش کا بار اٹھانا کوئی معمولی کام نہیں ہے اور خصوصاً ایسے ایام میں جبکہ ضروریات زندگی کی اتنی گرانی ہو۔ چنانچہ یہ ناخواندہ مہمان قادیان کی کفالت میں اس وقت تک رہے جب تک حکومت نے عمداً ان کو ایسا کرنے سے روک نہ دیا"۔ ("کاروان سخت جان" صفحہ ۱۴۲۔ ناشر ادارہ رابطہ قرآنی دفتر محاسبات دفاع پاکستان مارچ ۱۹۵۱ء)

اخبار "زمیندار" اپنی اشاعت ۳/اکتوبر ۱۹۴۷ء میں لکھتا ہے:

"ضلع گورداسپور میں یوں تو متعدد مقامات پر مسلمان محصور ہیں مگر تین کیمپ بہت بڑے ہیں (۱) بٹالہ کے پناہ گزینوں کی حالت بہت خراب ہے (جسے کل تک بٹالہ شریف کہا کرتے تھے لیکن جب عملاً امتحان کا وقت آیا تو منہ سے لفظ "شریف" نہیں نکلا کیونکہ وہاں مسلمانوں کا پرسان حال ہی کوئی نہیں تھا اس سے متعلق کہتے ہیں کہ) بٹالہ کے پناہ گزینوں کی حالت بہت خراب ہے۔ نہ سر چھپانے کے لئے کوئی پناہ گاہ ہے، نہ کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ ہندو فوجیوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے۔ زیورات اور سامان پر ڈاکے ڈالے ہی جاتے تھے اب تو خواتین کی عصمت و عزت پر بھی ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ دوسرا کیمپ سری گوبند پورہ میں ہے۔ وہاں کی صورت حال بھی بٹالہ سے کم خوفناک نہیں۔ تیسرا کیمپ قادیان میں ہے اس میں شک نہیں مرزائیوں نے مسلمانوں کی خدمت قابل شکریہ طریقے پر کی"۔

اخبار "زمیندار" پھر لکھتا ہے:

"اس وقت ہزاروں پناہ گزین احمدیوں کے گھروں سے روٹیاں کھا رہے ہیں۔ قادیان کے مسلمانوں نے حکومت سے راشن کے لئے درخواست نہیں دی اور حکومت (جس کا نام ایک تھانیدار اور چند سکھ سپاہی ہے) قادیان سے غلہ غصب کر کے وہاں کے باشندوں اور پناہ

......گزینوں کو بھوکوں مارنا چاہتی ہے۔ کیا دنیا میں کسی قوم پر اس سے بڑھ کر بھی ظلم و ستم کیا جاسکتا ہے"۔

(زمیندار ۱۶؍اکتوبر ۱۹۴۷ء)

بعض نام نہاد مسلمانوں کا افسوس ناک کردار

ہاں میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی بڑھ کر ظلم و ستم کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ غیروں کے ہاتھوں ظلم خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے اتنا دکھ نہیں پہنچا کرتا جتنا اپنوں کے ہاتھوں تکلیف پہنچے تو دکھ محسوس ہوتا ہے، جب وہ ہاتھ جن سے یہ امیدیں وابستہ ہوں کہ وہ حفاظت کریں گے اور وہ زبانیں جن سے یہ امیدیں وابستہ ہوں کہ وہ تائید میں چلیں گی مگر وہ ہاتھ مخالفت میں اٹھنے لگیں اور وہ زبانیں چرکے لگانے لگیں اور اپنوں ہی کی مخالفت کرنے لگیں۔ میں "زمیندار" کے اس کالم نویس سے کہتا ہوں کہ ہاں وہ دکھ اس سے بہت زیادہ ہوا کرتا ہے اور وہ دکھ تم لوگوں سے پہنچا ہے وہ دکھ مجلس احرار سے مسلمانوں کو پہنچا ہے اور مبینہ جماعت اسلامی سے وہ دکھ مسلمانوں کو پہنچا ہے۔ کوئی دکھ کسی ہندو یا سکھ کے ہاتھ سے پہنچا ہوا اتنا شدید نہیں ہے جتنا شدید اپنوں سے پہنچا ہوا دکھ۔ اگر آپ بھول چکے ہوں تو آپ کی یاددہانی کے لئے میں جماعت اسلامی سے متعلق غیر احمدی مسلمانوں کے چند حوالے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ لیکن ان سے پہلے میں ایک حوالہ مولوی مودودی کا ہی پیش کر رہا ہوں بعد ازاں دوسروں کے حوالے ان کے متعلق پیش کروں گا۔ وہ دور جو تحریک پاکستان کا نہایت ہی اہم دور تھا جبکہ مسلمان زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے اس وقت جماعت احمدیہ تو قربانیوں میں حصہ لے رہی تھی اور اس تحریک کے نتیجہ میں جو پاکستان تعمیر ہو رہا تھا اس کے متعلق مودودی صاحب کا تصور کیا تھا۔ اور ان کے فتوے کیا تھے؟ ان سے متعلق مولانا موصوف لکھتے ہیں:

"اگر میں اس بات پر خوش ہوں کہ یہاں رام داس کی بجائے عبداللہ خدائی کے منصب پر بیٹھے گا تو یہ اسلام نہیں۔ بلکہ نرا نیشنلزم اور یہ "مسلم نیشنلزم" بھی خدا کی شریعت میں اتنا ہی زیادہ ملعون ہے جتنا ہندوستانی نیشنلزم"۔ (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوئم صفحہ ۱۲۵)

دیکھیں کیسے کیسے بہانے تراشے جارہے ہیں کہ مسلمانوں کو کانگرس کا غلام بنادیا جائے۔ اور کانگرسی نیشنلزم کی تائید میں تو سارے مسلمان زور لگائیں لیکن مسلم نیشنلزم بڑا ملعون ہے۔ اس کے قریب تک نہیں جانا چاہئے۔ پھر فرماتے ہیں:

"نہ ہندوؤں سے ہمارا کوئی قومی جھگڑا ہے، نہ انگریزوں سے وطنیت کی بنیاد پر ہماری لڑائی ہے۔ (احمدیوں کے خلاف جہاد کے فتوے دینے والوں کے اپنے فتوے یہ ہیں) نہ ان ریاستوں سے ہمارا کوئی رشتہ ہے جہاں نام نہاد مسلمان خدا بنے بیٹھے ہیں"۔

جب تک ان ریاستوں میں تیل نہیں نکلا تھا اس وقت تک تو کوئی رشتہ نہیں تھا۔ اب تیل نکلا ہے تو بیچارے کیا کریں۔ یہ تو ایسا ہی واقعہ ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک ملاں نے نکاح پر نکاح پڑھ دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دل میں اس کی بڑی عزت تھی کیونکہ وہ نیکی میں مشہور تھا۔ آپ نے کہا میں مان ہی نہیں سکتا کہ ایسا واقعہ ہوا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ واقعۃً ایسا ہی ہوا ہے۔ آپ اس مُلاں کو بلا کر دیکھ لیں۔ چنانچہ آپؓ نے اسے بلوایا اور دریافت فرمایا کہ مولانا صاحب آپ سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ نے نکاح پر نکاح پڑھ دیا ہو۔ مگر لوگ کہتے ہیں۔ تو مُلاں نے عرض کیا کہ آپ یونہی مجھے متہم کر رہے ہیں پہلے میری بات سن لیں۔ آپؓ نے فرمایا ہاں بتاؤ کیا بات ہے۔ مُلاں نے عرض کیا کہ میں بھی اس بات کا قائل ہوں کہ نکاح پر نکاح نہیں ہو سکتا اور پھر پنجابی میں کہا: "لیکن جدوں دوجے نے چوی جڈا روپیہ میرے ہتھ تے رکھ دتا فیر میں کی کردا"۔ یعنی ٹھیک ہے نکاح پر نکاح نہیں ہو سکتا لیکن اگر ایک پارٹی چڑیا کے برابر روپیہ ہاتھ پر رکھ دے تو مولوی بیچارہ کیا کرے۔ یہ تو ہے جماعت اسلامی جس کا ان ممالک سے کل تک کوئی رشتہ نہیں تھا اور جہاں ان کے نزدیک مسلمان خدا بنے بیٹھے تھے۔ اب وہاں تیل نکل آیا ہے تو یہ بے چارے کیا کریں بالکل بے اختیار ہیں۔ دین الگ معاملہ ہے اور دولت الگ چیز ہے۔ بہرحال جب دولت کا معاملہ سامنے ہو تو پھر مولوی بے چارہ کیا کرے۔ چنانچہ مولوی مودودی کہتے ہیں:

"نہ اقلیت کے تحفظ کی ہمیں ضرورت ہے (مجاہدین اسلام کے عجیب تصورات ہیں) نہ اکثریت کی بنیاد پر ہمیں قومی حکومت مطلوب ہے......... جو کچھ جاتا ہے جانے دو۔ سیدنا مسیح کے قول کے مطابق جبہ جاتا ہے تو کرتا بھی چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۹)

اے ظالم! تجھے اس وقت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کیوں یاد نہیں آئی کہ جو مسلمان اپنی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے لئے لڑتا ہوا مارا جاتا ہے وہ شہید ہوگا۔ تمہیں کیوں خیال نہیں آیا کہ اس وقت کتنی مسلمان عورتوں کی عزتیں خطرہ میں تھیں، ان کی عصمتیں خطرہ میں تھیں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کی حرمت خطرہ میں تھی، مسلمان قوم کے احیاء کا سوال تھا، مسلمان قوم کے بقا کا سوال تھا۔ اس وقت تمہیں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا کوئی قول یاد نہیں آیا۔ اس وقت کوئی قول یاد آتا ہے تو سیدنا مسیح کا یہ قول کہ جبہ جاتا ہے تو کرتا بھی چھوڑ دینے پر تیار ہو جاؤ اور آج ہمارے متعلق یہ باتیں کرتے ہو کہ ہم جہاد کے خلاف ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: "جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی، ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی (آج جس حکومت کی تائید میں یہ کہتے ہیں کہ فرمان الٰہی جاری ہو رہا ہے کل تک وہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو) کچھ بھی حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت الٰہی رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے"۔ (مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۷۵،۱۷۶)

"نوائے وقت" کے بانی ایڈیٹر حمید نظامی صاحب نے جماعت اسلامی سے متعلق سچ کہا اور اس خیال کا بڑے زور سے اظہار کیا کہ: "ہم الزام لگاتے ہیں کہ قائداعظمؒ اور تحریک پاکستان کے خلاف مولانا مودودی کا بغض آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ ہم الزام لگاتے ہیں کہ مولانا کی تحریک ہرگز ایک اسلامی اور دینی تحریک نہیں۔ وہ حسن بن صباح کی طرح سیاسی ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں اور ان کا مقصد دین کی سربلندی کی بجائے سیاسی اقتدار کا حصول ہے"۔

(نوائے وقت ۱۵؍جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۳)

جب مولوی مودودی صاحب کی اپنی تحریروں سے یہ باتیں ثابت ہیں تو پھر اس الزام کو رد کرنے کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں بلکہ ان معاملات پر غور کرنے کے لئے کہ کون پاکستان کا سجن اور کون دشمن، کون سگا اور کون سوتیلا ہے۔ حکومت پاکستان نے ۱۹۵۳ء میں اینٹی احمدی تحریک پر ایک عدالت قائم کی جس کے مصنفین میں ایک جسٹس منیر تھے جن کا نام ساری دنیا میں مشہور ہے اور آپ ایک بہت اعلیٰ پایہ کے قانون دان کے طور پر مشہور تھے۔ اور ایک جسٹس کیانی تھے۔ آپ دونوں ممبر تھے۔ آپ نے اپنی رپورٹ کے صفحہ ۳۶۱ پر جماعت اسلامی کے متعلق لکھا:

"جماعت (اسلامی) مسلم لیگ کے تصور پاکستان کے علی الاعلان مخالف تھی اور جب سے پاکستان قائم ہوا ہے جس کو "ناپاکستان" کہہ کر یاد کیا جاتا ہے یہ جماعت موجودہ نظام حکومت اور اس کے چلانے والوں کی مخالفت کر رہی ہے۔ ہمارے سامنے جماعت کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جس میں مطالبہ پاکستان کی حمایت کا بعید سا اشارہ بھی موجود ہو"۔

(آج کل بھی پاکستان کے اخبارات میں شائع کیا جا رہا ہے اور آج سے پہلے بھی جماعت اسلامی اپنی بعض تحریریں پیش کیا کرتی تھی کہ ہم دراصل قیام پاکستان کے خلاف نہیں تھے چنانچہ تحقیقاتی عدالت میں جماعت اسلامی کی طرف سے وہ ساری تحریریں پیش ہوئیں تو ان سے متعلق تحقیقاتی رپورٹ میں لکھا جا رہا ہے کہ):

"ان میں سے ایک بھی نہیں جس میں مطالبہ پاکستان کی حمایت کا بعید سا اشارہ بھی موجود ہو اس کے برعکس یہ تحریریں جن میں کئی مفروضے بھی شامل ہیں تمام کی تمام اس شکل کی مخالف ہیں جس میں پاکستان وجود میں آیا اور جس میں اب تک موجود ہے"۔

یہ تو تھا جماعت اسلامی کا کردار جو جماعت احمدیہ کی اولین دشمن جماعت ہے۔ دوسرے نمبر پر مجلس احرار ہے جو اس وقت ہماری بدقسمت حکومت پر مسلط کئے گئے ہیں۔ اس مسلم مملکت (پاکستان) کی تعمیر کے وقت جماعت احرار کا کردار کیا تھا اس وقت جبکہ مسلمانوں کی ہندوؤں کے خلاف قومی جدوجہد تھی اور مسلمان کی بقا کے لئے ایک بڑی شدید جنگ لڑی جا رہی تھی اس وقت احراری علماء مسلمانوں کو جو سبق دے رہے تھے اس کے متعلق چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری لکھتے ہیں:

"تم ہندوؤں سے ڈرتے ہو کہ ہمیں کھا جائیں گے (ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی الگ ملک کی ضرورت ہے)۔ ارے جو مرغے کی ٹانگ نہیں کھا سکتا وہ تمہیں کیا کھا جائے گا۔ ڈرنا ہندوؤں کو چاہئے کہ تم سے کمزور ہیں وہ صرف چھ صوبوں میں ہیں تمام سرحدات پر تم رہتے ہو .... بھائی پرمانند اگر بزدلی کی بات کرتا ہے تو وہ سچا ہے"۔

(رئیس الاحرار صفحہ ۲۰۵)

پھر فرماتے ہیں:

"سبحان اللہ! کہتے ہیں ہندو ہم کو کھا جائے گا۔ مسلمان پورا اونٹ کھا جاتا ہے پوری بھینس کھا جاتا ہے اس کو ہندو کیسے کھا سکتا ہے جو چڑیا بھی نہیں کھا سکتا"۔

(تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری بمقام ایبٹ آباد رسالہ ترجمان الاسلام لاہور ۲۲؍ستمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۲)

یہ ہے ان کا جہاد "ذ" کے ساتھ "غذا" کے غازی تو ہیں بھینس اور اونٹ کھانے والے تو ہیں لیکن جب دوسری قومیں واقعۃً ان کو کھانے کے لئے آتی ہیں تو اس وقت کوئی جہاد باقی نہیں رہتا۔ اس وقت اگر کوئی ان کے دفاع کے لئے اپنی جان اور مال قربان کرنے کے لئے آتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کے نوجوان اور مجاہدین ہوتے ہیں۔ ہر دور میں یہی واقعہ ہوا ہے اور اسے بار بار دہرایا گیا۔ آپ کو میدان جہاد میں کوئی احراری یا جماعت اسلامی کا آدمی دور دور تک بھی نظر نہیں آئے گا۔ کتنے ہیں جو فلسطین میں جا کر خدمتیں کر رہے ہیں؟ کتنے ہیں جنہوں نے کشمیر موومنٹ میں حصہ لیا؟ کتنے ہیں جنہوں نے کشمیر کے بعد کی جنگ میں حصہ لیا؟ کوئی ایک مقام تو دکھائیں جہاں اسلام یا مسلمان کو خطرہ ہو اور یہ لوگ صف اول تو کجا آخری صف میں ہی جا کر لڑے ہوں۔ اقبال کا نام آج جپا جا رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ پاکستان کا بنانے والا ہے اور اس کا تصور ایک الہامی درجہ رکھتا تھا لیکن کل یہی لوگ کیا کہہ رہے تھے۔ یہی احراری کہتے تھے:

"بلاشبہ پاکستان کا یہ تخیل "سیاسی الہام" ہے مگر ربانی الہام نہیں ہے بلکہ "قصر بکنگھم" کا الہام ہے جو ڈاکٹر اقبال کو بھی جب ہی ہوا تھا...... جب وہ لندن سے قریب ہی زمانہ میں واپس تشریف لائے تھے"۔

(تحریک پاکستان پر ایک نظر صفحہ ۱۸، ۱۹۔ از حضرت علامہ الحاج مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی ناظم اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند)

الہام کس کی طرف سے ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے اس کا سارا راز تو احراریوں کو معلوم ہے۔ وہ الہام اللہ کی طرف سے تھا یا قصر بکنگھم میں ہوا دونوں جگہ ان کے پہریدار موجود ہیں اس لئے انہیں فوراً پتہ لگ جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الہام پاکستان جس کے متعلق آج کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کے دل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا کل تک اس کے متعلق یہ کہہ رہے تھے کہ یہ قصر بکنگھم کا الہام ہے۔ مولوی ظفر علی خان صاحب "چمنستان" میں ایک مشہور و معروف احراری لیڈر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب (جو اس زمانہ میں صدر مجلس احرار تھے) کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے مقابل پر ہندوؤں کی کیسی خدمات کیں اور ہندو راہنماؤں کو مسلمانوں میں دوبارہ ہر دلعزیز بنانے کے لئے کیسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دئے ان میں سے ایک کارنامہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے، غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے

باقی صفحہ نمبر۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۵/جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۵/احسان ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (التحريم :۷)

یہ سورۃ تحریم کی ساتویں آیت ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا جو ترجمہ تفسیر صغیر میں درج ہے وہ یہ ہے کہ اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن خاص لوگ یعنی کافر ہونگے اور اسی طرح پتھر جن سے بُت بنے۔ اس دوزخ پر ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو کسی کی منت و سماجت سننے والے نہیں بلکہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں بڑے سخت ہیں اور اللہ نے ان کو جو حکم دیا ہے اس کی وہ نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ کہا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ جو تفسیر صغیر سے پیش کیا گیا ہے یہ تفسیری ترجمہ ہے۔

جہاں تک اس مضمون سے تعلق ہے جو آج میں نے آپ کے سامنے بیان کرنا ہے اس میں اس کے بعض پہلو، بعض ایسے الفاظ سے تعلق رکھتے ہیں جو اس آیت میں وضاحت کے ساتھ درج ہیں۔ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یہ ہے بنیادی نکتہ میرے آج کے خطاب کا۔ غِلَاظٌ شِدَادٌ کی بحث تو الگ ہے میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ غِلَاظٌ شِدَادٌ کن معنوں میں ہیں۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یہ فرشتوں کی ایک صفت ہے اور آج کا میرا مضمون اسی صفت مَا یُؤْمَرُوْنَ سے تعلق رکھتا ہے۔

اسلام میں دو طرح کی اصطلاحیں رائج ہیں۔ ایک مامور کی اور ایک اولوالامر یا ذوالامر کی۔ مامور ہمیشہ فرشتوں سے مشابہت رکھتے ہوئے وہی کچھ کرتا ہے جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے، اُس سے ہٹ کر اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ مگر بعض لوگ صرف مامور ہوتے ہیں اور بعض مامور بھی اور اولوالامر بھی۔ یعنی مامور ہونے کے لحاظ سے جو کچھ کہا جائے وہی کر سکتے ہیں اس سے زائد یا کم نہیں کرتے اور اولوالامر ہونے کے لحاظ سے وہ حکم بھی دیتے ہیں اور حکم کا دائرہ مامور کے دائرے کے اندر ہوا کرتا ہے لیکن انہیں حکم دینے کا اختیار ہے ہر موقع پر وہ اپنی سوچ کے مطابق حکم دے سکتے ہیں۔

اسی طرح دنیادار اولوالامر کا حال ہے ان کو بھی ایک دائرے میں محدود ہو کر اپنے حکم کو جاری کرنا چاہئے جو قوانین کا دائرہ ہے، جو ان لوگوں کی توقعات کا دائرہ ہے جنہوں نے ان کو ووٹ دئے اور اس نسبت سے وہ مامور ہوئے لیکن اپنی ماموریت کی حیثیت کو بھول جاتے ہیں اور اولوالامر بنتے ہیں اور ان لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق حکم دیتے ہیں۔ یہ دنیاداروں کا حال ہے۔ مگر جہاں تک ان کے اولوالامر ہونے کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں اور جب تک وہ اولوالامر رہتے ہیں ان کی اطاعت کرنی ضروری سمجھی جاتی ہے۔

یہ ساری بحثیں نظام جماعت سے تعلق رکھنے والی بحثیں ہیں۔ آج میں اس نیت سے ان بحثوں کو چھیڑ رہا ہوں کہ بعض دفعہ ضرورت پڑتی ہے کہ سلسلے کے کارکنوں کو ان کی حیثیت، ان کے دائرہ کار کے متعلق اچھی طرح وضاحت سے سمجھایا جائے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ بعض لوگ مثلاً معتمد جن کا فریضہ ایک جماعت میں معتمد کا ہے وہ لوگ بعض دفعہ ذوالامر بھی بننے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ذوالامر امیر ہے اور معتمد ذوالامر نہیں ہے۔ امیر مامور بھی ہے یعنی ایک لحاظ سے معتمد بھی ہے لیکن امر دینے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ اسی طرح سلسلے کے تمام عہدے جو کسی بھی تنظیم سے تعلق رکھتے ہوں جماعتی تنظیم سے یا ذیلی تنظیموں سے ان سب میں یہ دو سلسلے ساتھ ساتھ جاری ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے دائرے میں مثلاً خدام الاحمدیہ کا چھوٹا دائرہ ہے اس کے اندر جو بہت چھوٹے دائرے مقامی جماعتوں سے یا خدام کی مجالس سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے بھی ایک معتمد ہوا کرتا ہے اور ایک زعیم بھی ہوتا ہے۔ معتمد کو اپنی طرف سے کوئی حکم جاری کرنے کا کسی دائرے میں بھی اختیار نہیں۔ وہ صرف کان ہوتا ہے جو اپنے ذوالامر کی طرف لگے رہتے ہیں، جو کچھ اس کو کہا جائے بعینہ وہی کام کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی طرف سے کوئی حکم جاری کرے گا تو وہ معتمد ہی نہیں رہے گا۔ وہ فرشتوں کے قریب ترین ہے تو اپنی اس حیثیت سے کیوں خوش نہیں ہوتا کہ میں فرشتہ ہوں۔ خدا کے فرشتے بھی تو مامور ہوا کرتے ہیں ذوالامر نہیں ہوا کرتے۔

سارے قرآن میں کہیں بھی فرشتوں کو ذوالامر نہیں فرمایا گیا، مامور ہیں اور اپنے دائرہ کام میں بعینہ وہی فرائض سرانجام دیتے ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے۔ ان احکامات میں سے جب وہ کوئی حکم لوگوں تک پہنچاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ کے اذن سے ہم یہ حکم پہنچا رہے ہیں اور اس میں کوئی استثناء نہیں۔ ہمیشہ فرشتے جو بات پہنچاتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس وضاحت کے ساتھ پہنچاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات پر مامور فرمایا ہے کہ ہم آپ تک یہ پیغام پہنچا دیں۔ بعینہ یہی کام معتمد کا ہے۔ جب بھی وہ کسی مجلس کو یا کسی فرد واحد کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم نے یہ کام کرنا ہے اگر وہ یہ حوالہ نہیں دیتا کہ میرے افسر بالا کی طرف سے میں اس بات پر مامور ہوں کہ تم تک یہ حکم پہنچاؤں تو اس کے حکم کی کوڑی کی بھی حیثیت نہیں۔ جماعتیں یا مجالس اس کو کلیۃً نظر انداز کر سکتی ہیں کیونکہ وہ معتمد تو ہے لیکن ذوالامر نہیں۔ اگر کسی ذوالامر کا پیغام اس نے پہنچانا ہے تو اس کو لازم ہے کہ وضاحت کرے کہ یہ حکم میرا نہیں، میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ جس کے تابع ہوں اس نے یہ حکم مجھے آپ تک پہنچانے کے لئے مامور کیا ہے۔

اگر اس نظام کو جو ساری کائنات کا نظام ہے اور اسی طرح پر جاری و ساری ہے جماعت احمدیہ اچھی طرح ذہن نشین کر لے تو کسی معتمد کے لئے اس میں سُبکی کا بھی کوئی سوال نہیں کہ میری سُبکی ہو گئی، میں تو حکم دے ہی نہیں سکتا۔ سارے فرشتوں کی سبکی ہو گی تو اس کی سبکی ہو گی۔ جتنے خدا کے فرشتے ہیں وہ معتمد ہی ہیں۔ پس اپنی ذات میں مگن ہو اور شکر کرو اور خدا کا جس حد تک احسان کا تصور باندھو اتنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اس قابل سمجھا، تمہیں ایک ایسا مقام عطا فرمایا جس میں کامل یقین ہے کہ تم اس مقام سے سرِ مُو بھی فرق نہیں کرتے۔ اتنا بڑا اعزاز اور اس کو انسان سمجھے کہ میری سبکی ہو گئی ہے یہ تو بہت ہی بے وقوفی ہو گی۔ ایسا شخص جو اس کو سبکی سمجھتا ہے وہ اس لائق ہی نہیں ہے کہ اسے معتمد بنایا جائے۔

اب میں قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ان اقتباسات سے معاملہ بالکل کھل جاتا ہے اور وہی مضمون حیرت انگیز طور پر ساری کائنات میں جاری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب میں نے اس آیت کے اس پہلو سے متعلق راہنمائی چاہی، یعنی ان معنوں میں کہ آپ کی متعلقہ تحریرات کا مطالعہ کیا، مجھے یقین تھا کہ انتہائی تفصیل کے ساتھ اور باریکی کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہو گی، میں دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ تمام نظام جسم کو بھی آپ زیر بحث لائے ہیں، دنیاوی طاقتوں اور سیاسی طاقتوں کے جو اولوالامر ہیں ان کو بھی زیر بحث لائے ہیں، دینی ذوالامر کو بھی زیر بحث لائے ہیں، فرشتوں کو بھی اور انسانوں کو بھی اور ان کے متوازی کردار تمام زیر بحث لا

کرایک پہلو بھی اس مضمون کا آپ نے باقی نہیں چھوڑا۔

تحریریں تو دو تین چنی ہیں میں نے، اور بھی بہت سی تھیں جن کے متعلق زیادہ تفصیل سے مجھے بات کرنی پڑنی تھی۔ کیونکہ سننے والے سمجھتے ہیں کہ یہاں تکرار ہے حالانکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں تکرار نہیں، اصرار ہوا کرتا ہے اور ہر مضمون کو جب ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ بیان فرماتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ضرور نیا پہلو ہوتا ہے جس پر غور کرکے سمجھ آتی ہے اور اسے سمجھانے کے لئے بھی وقت چاہئے۔ پس آج کا خطبہ میں نے چھوٹا کرنے کی کوشش کی ہے ہو سکتا ہے زیادہ ہی چھوٹا ہو گیا ہو مگر کوشش یہی ہے کہ تھوڑے وقت میں زیادہ باتیں آپ کو سمجھالوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے سمجھاؤں۔

الحکم جلد ۵ اور نمبر ۳۰، ۷/اگست ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر شائع ہوئی ہے۔ "دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح ملائکہ کا ہی درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُوْنَ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں"۔ اب یہ تحریر بہت ہی لطیف مضمون کو بیان کر رہی ہے۔

دس ہزار صحابہ کا ملائکہ ہونا ان معنوں میں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم کی پوری طرح تعمیل کرتے تھے اس سے مضمون شروع کرکے تو جسمانی قویٰ کی بات شروع کر دی۔ یہ وہ بحث ہے جس کو بہت بڑے بڑے سائنس دانوں نے جن کا دماغ اور جسم کے باہمی رابطے سے تعلق ہے جو اس مضمون پر غور کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا ہے اور آج ہی میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا اس میں یہی مضمون تھا، یعنی کوشش تھی اس شخص کی کہ اس کو سمجھ سکے اگرچہ سمجھ نہیں سکا، کیونکہ یہ مضمون ایسا ہے جو قرآن کریم جاننے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ بہر حال ماحصل ساری تحقیق کا یہ ہے کہ دماغ کے اندر کوئی آمر، حکم دینے والا موجود ہے اور تمام نظام جسمانی سو فیصد اس حکم کی تعمیل پر مجبور ہے۔ بیماری اس کو کہتے ہیں کہ حکم ہو اور عمل نہ ہو جہاں یہ واقعہ ہوا وہاں بیماری شروع ہو گئی۔ سارا نظام جسمانی بے کار ہو کر رہ جاتا ہے اگر وہ آمر جو دماغ میں خدا نے بٹھایا ہوا ہے اس کے ماتحت اس کی باتوں پر عمل نہ کریں۔ اور اس کی باتوں کا سارے نظام جسمانی تک پہنچانے کا نظام اتنا باریک ہے اور اتنا تفصیلی ہے کہ اگر کہا جائے کہ ارب ہا ارب واسطے بیچ میں موجود ہیں اور ان میں سے ہر واسطے کی تفصیل موجود ہے تو یہ مبالغہ نہیں ہے، یہ کم ہو گا۔ جتنا بھی مطالعہ آپ کرکے دیکھ لیں، میں نے بہت مطالعہ کرکے تفصیل سے اس مضمون کو سمجھنے کی کوشش کی ہے یعنی سائنس دان کی زبان سے، بالآخر اسی نتیجہ پر پہنچا کہ سائنس دان تفصیل تو بیان کر دیتے ہیں مگر وجوہات کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے، کیوں ایک باربط نظام ہے جو کائنات کے نظام کی طرح باربط ہے، کیوں ایسا ہوا ہے یہ بیان نہیں کر سکتے۔ یہ جانتے ہیں کہ اگر دماغ کے اندر جو اولوالامر بیٹھا ہوا ہے وہ سارا جسم جو مامور ہے اس کو فرشتوں کی طرح اس کی تعمیل کرنی چاہئے اگر وہ تعمیل سے کسی ایک جگہ بھی، ایک معمولی سے حصے میں بھی محروم رہ جائے گا تو سارا نظام تباہ ہو سکتا ہے۔ اب بعض لوگ ایسے فالج کا شکار ہو جاتے ہیں کہ صرف دماغ کام کر رہا ہے اور سارا دھڑ کلیۃً مفلوج ہے تو کیا چیز ہے وہ۔ صرف اس رابطے کی کمی ہے جو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا۔ لیکن مامور کو آمر حکم دے رہا ہے اور اس کو آواز ہی نہیں پہنچ رہی یا اس کی پرواہ نہیں کر رہا جس کے نتیجے میں کلیۃً تمام نظام مفلوج ہو کے رہ جاتا ہے۔ ایک چھوٹے سے رابطے کی کہیں کمی واقع ہوئی ہے۔ یہی حال جماعت کا ہے۔

اگر معتمد جس کو حکم دیا جاتا ہے آگے اس حکم کو جماعت کو نہ پہنچائے تو ساری جماعت مفلوج ہو جائے گی اور یہ خرابیاں میں نے بہت جگہ دیکھی ہیں۔ کئی دفعہ سمجھانا پڑتا ہے کہ آپ سے جو کچھ کہا گیا ہے، امراء ہوں یا جو بھی ہوں وہ میرے لحاظ سے تو معتمد ہیں، ان کو میں بارہا سمجھاتا ہوں کہ خدا کے واسطے جو کچھ کہا گیا ہے اس کو ضرور ان تک پہنچائیں جن کی خاطر کہا گیا ہے لیکن غفلت ہو جاتی ہے اور تفصیل سے ان سب تک یہ بات نہیں پہنچائی جاتی جن تک یہ بات پہنچائی جانی ضروری ہے۔ اور نتیجتاً ایک فالج کا سا منظر دکھائی دیتا ہے جو نظام جسم یا نظام جسمانی کی مجھ سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس دیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کتنی باریک اور کتنی لطیف ہے۔ اگر اس کی تفاصیل میں میں جاؤں تو ایک گھنٹے کا خطبہ بھی بہت چھوٹا ہو جائے گا، کئی گھنٹوں کے خطبے بھی چھوٹے ہونگے۔ جس حد تک میں نے اس مضمون کو سائنسی نقطہ نگاہ سے سمجھا ہے مجھے لمبا عرصہ درکار ہے کہ میں اس کی تمام تفاصیل جس حد تک مجھے علم ہے، ہر تفصیل کا تو مجھے علم ہی نہیں ہے، جو تھوڑا سا مجھے علم ہے اس کو اگر باریکی سے سمجھانے کی کوشش کروں اور خاص طور پر یہ ذہن میں رہے کہ بہت سے ہمارے سننے والے ان پڑھ بھی ہیں بہت محدود علم رکھنے والے بھی ہیں تو اتنی زیادہ مجھے محنت بھی درکار ہوگی ان کو سمجھانے کے لئے، اتنا زیادہ وقت بھی چاہئے ہو گا۔ تو یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ میں نے کوشش کی تھی کہ وقت تھوڑا لوں میں تھوڑے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف چند تحریرات پڑھ کر سناؤں کیونکہ ہر تحریر کا مضمون کھولا جائے تو بہت لمبا وقت درکار ہے۔

بہر حال اب دیکھیں اس عبارت کی شان۔ "دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے"۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو دس ہزار قدوسی آپ کو عطا کئے گئے تھے ان کو پرانی کتابوں میں قدوسی بھی لکھا ہے یعنی وہ خدا کی طرف سے پاک شدہ تھے اور ملائکہ بھی لکھا ہوا ہے۔ یہی حالت ملائکہ کی آپ میں میں دیکھنی چاہتا ہوں اس کے سوا تو جماعت بن ہی نہیں سکتی۔ اور اس کی تفصیل کو سمجھائے بغیر اتنی بات تو میں آپ کو سمجھا سکتا ہوں کہ نظام انسانی میں سے کچھ بھی اگر حصہ مفلوج ہو جائے تو ساری عمر کے روگ لگ جاتے ہیں۔ اتنی بات تو ہر ان پڑھ بھی سمجھ سکتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کو کیا ہوا ہے، کہاں کوئی کل ٹیڑھی ہوئی ہے مگر یہ جانتا ہے کہ ایک ہی بیماری نے سارے جسم کو مفلوج کرکے رکھ دیا ہے، کہیں کا نہیں چھوڑا اس کو۔ تو اگر ایک بھی بیماری جماعت میں کہیں لگ جائے تو اندازہ کریں کہ پھر باقی جماعت کا کیا حال ہو گا۔ ہر بیماری سے پرہیز ضروری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں یہ زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اتنے احکام ہیں ان میں سے ہر حکم پر عمل ضروری ہے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے، یہ مراد ہے اس سے۔ ہرگز یہ مراد نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ساری جماعت اتنے اعلیٰ درجے تک پہنچ چکی ہے کہ ہر حکم پر پوری طرح ایمان بھی رکھتی ہے اور عمل بھی کرتی ہے۔ مگر اگر عمل نہیں کرتی لیکن خدا کا خوف رکھتی ہے، اگر ڈرتی ہے کہ میرے عمل میں کمی کے نتیجے میں مجھے نقصان نہ پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے عمل کی کمزوری سے جماعت کو نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ وہی خوف ہے جس کو تقویٰ کہتے ہیں۔ پس اس بیماری کا علاج بھی تقویٰ ہے۔ کمزوریاں تو بے شمار ہیں جن میں ہم مبتلا ہیں اس کے باوجود نظام جماعت کی حفاظت کی خاطر لازم ہے کہ انسان اپنی کمزوریوں سے ڈرتا ہے اور اللہ کے حضور یہ عرض کرتا رہے کہ ان کمزوریوں کا بداثر جو دوسروں پر پڑ سکتا ہے اور قانون قدرت کے طور پر پڑنا چاہئے مجھے اس سے محفوظ رکھ اور میں دشمن کے لئے ابتلاء کا موجب نہ بنوں۔ حضرت مسیحؑ نے اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کی وجہ سے کوئی ٹھوکر کھا جائے تو بہتر تھا کہ وہ شخص پیدا ہی نہ ہوتا کیونکہ اس نے بڑا جرم کمایا ہے۔ پس کمزوری کے باوجود اعمال کی اس حد تک حفاظت کرنا کہ وہ دوسرے جسم کے حصے پر یعنی جماعت پر اثر انداز نہ ہوں یہ انتہائی ضروری ہے اور یہ جبھی ہو گا جب آپ اولوالامر کے احکامات کو نظر انداز کریں گے اور تخفیف کی نظر سے دیکھیں گے۔

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولوالامر کے متعلق دیگر تحریرات میں سے بعض حصے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، یعنی اس وقت مسلسل تحریر نہیں پیش کر سکتا کیونکہ مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔ مگر بعض حصے میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"اولوالامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے" یہ فرق بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ روحانی طور پر امام الزمان اولوالامر ہے لیکن مادی لحاظ سے اور جسمانی لحاظ سے بادشاہ بھی اولی الامر ہے "اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے"۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۲۳)

تو یہ خیال کہ اولوالامر صرف روحانی نظام کا بادشاہ ہے۔ یعنی ہمارے نقطہ نگاہ سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور جسمانی لحاظ سے اس کے سوا کوئی ہم پر اولوالامر نہیں ہے یہ خیال غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کے فہم قرآن کے نتیجے میں جس سے بہتر فہمِ قرآن ممکن ہی نہیں ہر بادشاہ، ہر سیاسی قوم کا راہنما جو حَکم ہو جائے، جس کو وہ مقام حاصل ہو جائے کہ ساری قوم کو اس کی بات ماننا ضروری ہو وہ اولوالامر ہے اور اس کی اطاعت فرض ہے خواہ وہ دماغی لحاظ سے کیسا ہی ہو، خواہ وہ عقلی لحاظ سے ایک پاگل دکھائی دے، خواہ وہ روحانی لحاظ سے انتہائی ظالم اور حد سے گزرنے والا ہو۔ ان تمام امور کا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ایک کرکے تذکرہ فرمایا ہے تاکہ کسی

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

کو بہانہ ہاتھ نہ آئے کہ ایسا اولوالامر ہو تو ہم کیسے اطاعت کریں گے۔ فرمایا ہر صورت میں اطاعت کرنی ہے۔ صرف ایک صورت ہے کہ اس کی اطاعت سے آپ باہر نکل جائیں کہ اگر روحانی بادشاہ کا حکم اس سے متضاد ہو اور بیک وقت روحانی بادشاہ کے احکام کے دائرے میں رہتے ہوئے اس پر عمل ممکن نہ ہو۔ تو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو آپ کو سمجھا اس کی رُو سے وقتی طور پر ایسی صورتوں میں اس اولوالامر کی طرف رجوع کرو جو روحانی اولوالامر ہے کیونکہ اصل وہی ہے اور دنیاوی اولوالامر کو چھوڑ دو۔

یہ مضمون میں نے پہلے بھی بارہا سمجھایا ہے اور اب پھر نظام جماعت کے حوالے سے دوبارہ ضرورت ہے یعنی دنیا میں احمدیوں کو جو حکومتوں کے سامنے مسائل پیش ہوتے ہیں وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہر جماعت کے دائرے میں کوئی شخص بھی یہ سوال اٹھا سکتا ہے کہ یہ میرا اولوالامر تھوڑے دائرے میں ہے خلیفۂ وقت میرا اولی الامر زیادہ وسیع دائرے میں ہے اُس کے حکم کو یہ شخص ٹال رہا ہے اس لئے میں اس کی بات نہیں مانتا۔ اگر یہ سلسلہ شروع ہو جائے تو فساد کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے گا جو کبھی بھی بند نہیں ہو سکتا۔ یہاں جا کر لوگوں کا دماغ کنفیوژ ہو جاتا ہے۔ وہ باریک فرق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مضمون اگرچہ میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں مگر پھر مجھے نظام جماعت کی خاطر اسے بیان کرنا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص صاحب امر ہونے کی وجہ سے کسی کو کہتا ہے کہ نماز چھوڑ دو تو وہاں اس کو ذرہ بھی تردّد کی گنجائش نہیں۔ وہ کہے جاؤ اپنے گھر بیٹھو، تم اولوالامر ہو اس دائرے کے اندر جو قرآن کے دائرے کے اندر ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کے دائرے کے اندر ہے اور اس دائرے میں فرائض کا ترک ناممکن ہے۔ لیکن فرائض سے کم کے جو ترک ہیں وہ ممکن بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے سارا فساد برپا ہوتا ہے۔ فرائض کا ترک بالکل واضح ہے وہ محکمات میں سے ہے کوئی دنیا میں اختیار نہیں رکھتا کہ ان محکمات کو تبدیل کر سکے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے تو کوئی وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپ محکمات کو نظر انداز کریں گے مگر دنیا والے جو محکمات کو نظر انداز کرتے بھی ہوں وہ اس کا حکم نہیں دے سکتے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ بعض لوگ خود محکمات کو نظر انداز کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ گناہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ان کا شخصی گناہ ہے لیکن اگر وہ دوسروں کو کہہ دیں کہ یہ چھوڑ دو تو یہ بہت بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے اوپر حاکم بننے والی بات ہے۔ ایک حکم کی آپ تعمیل نہ کر سکیں اور عجز ہو اور شرم ہو اور حیا ہو یہ گناہ ایک انفرادی گناہ ہے۔ لیکن اگر اس قدر جسارت کریں کہ دوسرے کو وہ حکم دیں جو حکم دینا آپ کے اختیار میں نہیں ہے تو یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اولوالامر کی بحث اٹھائی ہے اس کے بہت سے پہلے چھوڑتے ہوئے اب میں اس بحث کو لیتا ہوں جو جماعتی نظام سے گہرا تعلق رکھنے والی ہے۔

"اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے"۔ اب اولوالامر کے مقابل پر اطاعت کا مضمون ہے۔ فرمایا، "اگر سچے دل سے اطاعت کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے"۔ اب یہ مضمون اطاعت کرنے والے کے سوا کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ ان شرائط کے ساتھ جو میں نے بیان کی ہیں اگر کوئی کسی اولوالامر کی اطاعت کرتا ہے خواہ وہ چھوٹا سا انسان ہی ہو اس کے دل میں ایک عظمت پیدا ہو جاتی ہے، ایک کشادگی پیدا ہوتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دنیا کے لحاظ سے میں بڑا ہوں لیکن اس کی اطاعت اس لئے کر رہا ہوں کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ اس کی اطاعت اس لئے کر رہا ہوں کہ جس نے مجھ تک پیغام پہنچایا اس نے اللہ کا پیغام پہنچایا۔ اُس وقت اس کا جھکنا اس کی عظمت کی دلیل ہو گی اور اس کو محسوس ہو گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ابتلاء میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اس وجہ سے وہ نور اور روح کو ایک لذت آتی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے۔

"مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے"۔ لوگ مجاہدے کرتے ہیں بعض عمریں گنوا دیتے ہیں مجاہدوں میں، فرمایا مجاہدات کی اتنی ضرورت نہیں ہے اطاعت کی ضرورت ہے۔ اطاعت سے انقلاب عظیم برپا ہو سکتے ہیں۔ مجاہدات سے ایک شخص کو خیال ہو سکتا ہے کہ میں جسم کو مار رہا ہوں یا میری روح کو پرورش مل رہی ہے لیکن اس سے ساری دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ فرمایا، **"مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے"**۔ اطاعت کی ضرورت ہے مگر سچی اطاعت کا ہونا ایک مشکل امر ہے۔

"اطاعت میں اپنی ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے"۔ دل کی تمناؤں کو اور دل کی خواہش کو ذبح کرنا پڑتا ہے جو ایک بہت مشکل امر ہے۔ "بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے"۔ اور بڑی بڑی توحید کے دعوے کرنے والوں کے سینوں کے اندر بُت رکھے ہوئے ہیں اور وہ بت کیا ہے، ہوائے نفس۔ دل کی خواہش کو اللہ کے احکام پر جان بوجھ کر ترجیح دینا یہ تو سراسر واضح شرک ہے اور اطاعت نہ کرنے پر شرم محسوس کرنا اور حیاء محسوس کرنا اور استغفار میں مبتلا ہونا اور رونا اور گریہ وزاری اختیار کرنا یہ واضح شرک نہیں ہے۔ یہ نفسِ انسانی کی کمزوریاں ہیں جو اگر نظر انداز کر دی جائیں تو رفتہ رفتہ شرک میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات بڑے غور سے سنیں۔ فرماتے ہیں، "ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے"۔ دیکھنے میں بڑے توحید پرست ہونگے مگر ان کے دلوں میں بُت آباد ہیں۔ "صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت میں فناشدہ قوم تھی"۔ فناشدہ کا مطلب ہے دل سے ہوائے نفس کو مٹا دیا تھا۔ "یہ سچی بات ہے کہ **کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے**"۔ اس لئے معتمد ہو یا معتمد کو حکم دینے والا ہو دونوں صورتوں میں فرمانبرداری دونوں پر لازم ہے۔ ایک پر اس پہلو سے لازم ہے کہ جس بات پر وہ مامور ہے اسی کا حکم دے اس سے زائد نہ دے اور وقت پر جو فیصلہ کرنا ہو اپنی سوچ کے مطابق کرے مگر کوشش یہی ہو کہ جو عمومی ہدایتیں ہیں ان کے تابع رہنا ہے۔ معتمد کو یہ اختیار نہیں کہ وقت پر کوئی حکم بھی دے سکے۔ اُس نے صرف اسی کی اطاعت کرنی ہے جو اس کو کہہ دیا گیا اس کے دائرے میں محدود ہو چکا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا، اس سے کم نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ فرشتوں کے متعلق اللہ فرماتا ہے نہ وہ زیادہ کر سکتے ہیں نہ وہ کم کر سکتے ہیں بعینہ وہی کرنا ہو گا جو ان کو کہا گیا ہے۔ کمی اور زیادتی کے مواقع دوسرے اولوالامر کے لئے ضرور پیدا ہوتے رہتے ہیں کیونکہ صورتِ حال بدلنے کے نتیجے میں موقع پر ایک صاحب امر کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ موقع پر جو فیصلہ کرے گا اس کا وہ ذمہ دار ہو گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بات کی بہت احتیاط کرتے تھے اور کبھی موقع کا فیصلہ کرنا پڑے اور یاد نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس بارے میں کیا چاہتے ہیں اور کیا فرما چکے ہیں تو پھر اپنی فطرت کے اندر جو اطاعت نے ایک یگانگت گھول دی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ یگانگت رسول اللہ ﷺ کی ذات کے ساتھ تھی جو اطاعت کے نتیجے میں ان کی فطرت میں گھولی گئی تھی۔ جب اس کے حوالے سے فیصلہ کرتے تھے ضرور صحیح نکلتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر جب پیش کرتے تھے تو بعض صحابہ کہتے ہیں ساری عمر اتنی خوشی نہیں ہوتی تھی جتنی اس وقت ہوئی جب رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں یہی میرا فیصلہ تھا، میں ہوتا تو یہی کرتا۔ اندازہ کریں اس یگانگت سے کیسا سرور حاصل ہوتا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے"۔ اطاعت سے نور اور روشنی کا یہ مطلب ہے۔ پھر فرماتے ہیں، "وہ فناشدہ قوم تھی"۔ یعنی اپنے دل کی تمام نفسانی خواہشات کو مٹا بیٹھے تھے۔ فرماتے ہیں کوئی قوم بھی ہو اس میں یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ یعنی اس وقت تک وہ قوم نہیں کہلا سکتی۔ پھر اگلا فقرہ ہے، "اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں"۔ اللہ جماعت کو ادبار اور تنزل کے نشانات سے کلیۃً پاک رکھے لیکن یاد رکھیں جب آپس کے اختلاف رائے کے نتیجے میں

TEXINS International Ltd

Best quality Poly/Cotton, Printed Bed-sets in various designs

Available at lowest prices

Double Bed-set £ 6-00 (each) Single Bed-set £5-00(each)

To view & Purchase Contact

0181-870-2786 - 0958-513810

Stockists & Wholesalers Welcome at Wholesale Prices

پھوٹ پیدا ہو جائے اور کچھ ٹولیاں کچھ کرنا چاہیں، کچھ ٹولیاں کچھ کرنا چاہیں تو یہ پھر تنزل کا آغاز ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اسفل السافلین اس کی حد ہے۔

سب سے زیادہ ذلیل مخلوق خدا کے نزدیک جو بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ جو اطاعت سے محروم ہوتے ہیں وہ اسفل السافلین ہو جاتے ہیں۔ گرتے گرتے آخری مقام تک جہاں تک انسان گر سکتا ہے گرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ حال ان لوگوں کا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کا دم تو بھرا لیکن اپنی آراء کو فوقیت دے کر اپنے اندر بتوں پر بُت بناتے چلے گئے یہاں تک کہ ان کا دل اس خانہ کعبہ کی طرح ہو گیا جو توحید کا علمبردار تھا لیکن بتوں سے بھرا پڑا تھا۔ ایسے ہی یہ موحد ہیں جن کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑے سے بڑے موحد اور سینے بتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

پس ان باریک باتوں پر نظر رکھیں اور ہرگز کسی بت کو توفیق نہ دیں کہ وہ آپ کے دل میں جگہ بنالے۔ اور نشانی یہ ہے کہ اگر پھوٹ ہے، جماعت میں افتراق ہے تو قطعی علامت ہے لازماً بت موجود ہیں۔ وہاں بت شکنی کی ضرورت ہے۔ اور بعض بڑی بڑی اچھی جماعتوں میں بعض لوگ ایسے بتوں کی پوجا کرتے اور ان کے پیغامات کو جماعت میں پھیلا کر افتراق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابھی کل ہی مجھے ایک فیصلہ کرنا پڑا ایک جماعت کے متعلق جہاں بھری جماعت میں صرف چار ایسے افراد تھے جنہوں نے افتراق شروع کیا ہوا تھا اور سمجھتے تھے کہ ہم نیکی کی تعلیم دے رہے ہیں، ہم زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن جس طرح بھی وہ تعلیم دے رہے تھے جو بھی کر رہے تھے وہ جانتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں دل پھٹے ہیں، اس کے نتیجے میں گروہ بندی ہوئی ہے اور یہ پہچان بت پرستی کی پہچان ہے۔ اگر گروہ بندی ہوئی ہے تو وہ لوگ لازماً ذمہ دار ہیں۔ بظاہر وہ توحید کی تعلیم دے رہے ہیں لیکن دراصل شرک پھیلا رہے ہیں۔

"ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں"۔ اور بھی وجوہات ہیں تنزل کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت ساری وجوہات پیدا ہوئیں جس کے نتیجے میں انہوں نے تنزل اختیار کیا مگر ایک وجہ جو بہت کڑی وجہ ہے وہ باہمی اختلاف تھے۔ "پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سِرّ ہے۔ **اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے**"۔ جماعت کے سر پر خدا کا ہاتھ تب ہو گا جب وہ جماعت ہو گی اور جماعت ہو نہیں سکتی جب تک ایک شخص کی اطاعت نہ کی جائے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے"۔ اب دیکھیں ان کی رائے کی کتنی طاقت تھی اور اس کو کس طرح مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے قوی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ یہ تو نہیں تھا کہ جو عرب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کر بیٹھے تھے اس وجہ سے تھے کہ نعوذ باللہ من ذالک بے وقوف تھے یا ان کی اپنی رائے کوئی نہیں تھی۔ اس مضمون کو چھیڑتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "بڑے اہل الرائے تھے خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بار گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی"۔

حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ کے سامنے لگتا ہے کوئی رائے ہی نہیں اگر کوئی رائے دیتے بھی تھے تو بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ کی رائے اس کے اوپر غالب آکر یہ پھر ایک دم اپنی رائے کو مٹا دیا کرتے تھے مگر اطاعت کی روح تھی۔ جب صائب الرائے بنے، جب خدا تعالیٰ نے حکومت نصیب کی تو حضرت عمرؓ کے متعلق آج کے مفکرین بھی لکھتے ہیں کہ ایک بھی سیاسی غلطی نہیں کی آپ نے، ساری زندگی حکومت کی ہے۔ سیاسی پہلو سے اگر ہم دیکھیں، مذہبی نقطہ نگاہ کو چھوڑ دیں جو اختلاف کا نقطہ نگاہ ہے، تو بعض چوٹی کے مبصرین نے یہ لکھا ہے کہ عمرؓ ایک ایسا خلیفہ ہے جس کے متعلق ہم پوری چھان بین کر لیں تو یہ بات قطعی ہے کہ سیاست میں کبھی انہوں نے غلطی نہیں کی۔ ایسے عظیم سیاست دان تھے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھیں انہی خلفاء کے حوالے سے جو عام آدمیوں کی طرح چلتے پھرتے تھے فرمارہے ہیں یہ خیال مت کرو کہ وہ صائب الرائے نہیں تھے۔ تم بھی صائب الرائے بنتے پھرتے ہو جو بعض دفعہ نظام کے خلاف سر اٹھاتے ہو تمہیں کیا پتہ کہ تم سے بڑے بڑے صائب الرائے تھے جو اولی الامر کے سامنے جھک گئے۔ جہاں خدا نے اجازت دی وہاں پھر صائب الرائے ہونا جو ان کی صلاحیت تھی یہ بہت چمکی ہے لیکن اس سے پہلے نہیں۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور تو ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب الامر قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا"۔

"اطاعت میں گمشدگی"۔ اب دیکھیں کتنا پیارا محاورہ ہے۔ اطاعت میں کلیۃً گم ہو چکے تھے اور اتنا گم ہو چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر فعل سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی اطاعت ہے۔ یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھولا ہے کہ جو بعض عجیب و غریب حرکتیں ہمیں اس وقت دکھائی دیتی ہیں اس کی وجہ اطاعت تھی۔ اتنے کامل مطیع ہو چکے تھے کہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی فعل، کوئی حرکت بھی ایسی نہیں کہ اگر اس کو اپنانے کی کوشش کی جائے تو وہ بے فائدہ ہو گا۔ "ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی نے بھی ان مضامین کو نہیں باندھا ہوا تھا۔ بڑے بڑے مفکرین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسا عشق تھا لیکن وہ کیا عشق تھا اسکی کنہہ کیا تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمارہے ہیں۔ "آپؐ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپؐ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے اور اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ، سنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے"۔ اب یہ دلیل کیسے بنی جب تک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں سمجھیں گے نہیں آپ کو سمجھ نہیں آئے گی۔

فرماتے ہیں، "میرے نزدیک سنیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں"۔ وہ جو شیعہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی پھوٹ تھی یعنی حضرت علیؓ کے اختلافات تھے۔ فرمایا اگر پھوٹ ہوتی تو یہ ترقیات ہو ہی نہیں سکتی تھیں۔ جو عظیم ترقیات خصوصاً خلفائے راشدین کے زمانے میں نصیب ہوئی ہیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان کا پھوٹ کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ پھوٹ ہو اور ترقیات! یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسی پختہ اور

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

عمدہ دلیل لائے ہیں کہ میرے نزدیک تو یہی ایک دلیل کافی ہے۔ مگر ان کے لئے کافی ہے جو عقل رکھتے ہیں جو غور کرنے کی عادت رکھتے ہیں۔ عامۃ الناس کے لئے تو پکی سے پکی، بڑی سے بڑی دلیل بھی پیش کریں تو سمجھ کچھ نہیں آتی۔ عامۃ الناس کیا ان عامۃ الناس کے علماء تو ان سے بھی زیادہ ناسمجھ ہیں۔ دلیل کی بات ماننا تو ان کے نفس کی انا کی خلاف ہے۔ جنہوں نے بے شمار انانیت کے بت سینوں میں سجائے ہوئے ہوں یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے منہ سے دلیل کی بات سن کر اپنا سر تسلیم خم کریں۔

''ناسمجھ مخالفوں نے کہا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہ نکلی تھیں''۔ اب عام دلیل جو ہے وہ دلیل جو ہم سنتے آئے ہیں وہ نہیں دی جارہی، ایک بالکل الگ دلیل ہے۔ ''اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہ نکلی تھیں''۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے جب دل کی نالیاں لبریز ہو گئیں اور بہ نکلیں تو اس سیلاب کو دنیا میں روک ہی کوئی نہیں سکتا تھا یہ مفہوم ہے۔ یہ احمقانہ خیال ہے کہ پھر اس سیلاب کو کسی تلوار کی ضرورت ہے۔ ''یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کرلیا''۔ جب ایسی نالیاں بہ نکلیں، ایسا Flood آجائے جس کے نتیجے میں دل تسخیر ہو رہے ہوں تو تلوار کی کیا ضرورت ہے، تلوار کا موقع کیا ہے۔

''میرا تو یہ مذہب ہے''۔ یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمارہے ہیں، ''میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو ان کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی۔ ورنہ اگر تلوار نہ اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کرلیتے۔ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل''۔ یعنی وہ کلام جو دل سے نکل رہا ہو وہ بلاشبہ دل میں جاکر بیٹھ جایا کرتا ہے، دل سے نکلی بات دل پر اثر کرتی ہے۔ فرماتے ہیں ''انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا''۔ ''ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے''۔ اس کو سچائی کی تلوار کے سوا کسی تلوار کی ضرورت نہیں ہے۔

''آپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا''۔ اب جس کو ہم نور سمجھ رہے ہیں وہ دکھائی تو نور کی طرح دیتا ہے لیکن ہے کیا چیز۔ وہ توکل علی اللہ کا نور ہے۔ جو شخص بات کرتے وقت جانتا ہو کہ خدا میرے ساتھ ہے اس کو جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نور عطا ہوا تھا، حصہ رسدی توکل کا نور ملتا ہے۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کو جسمانی ظاہر کرنے والے لوگوں کو کیا پتہ کہ نور چیز کیا ہوتی ہے۔ جسمانی نور تو دنیا میں بظاہر بڑے بڑے خوب صورت چہرے والوں کے چہروں پر دکھائی دینا چاہئے مگر اس نور میں کوئی حقیقت نہیں۔ ایک بہت بڑا فرق ہے جسمانی حسن کے نور میں اور اس نور میں جو اللہ عطا فرماتا ہے اور یہ فرق دیکھنا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چہرہ دیکھیں۔

''آپ کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا''۔ اب کوئی ادنیٰ سی عقل رکھنے والا انسان بھی اس عبارت کو پڑھ کر ایسے شخص کو جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ بہت ہی جاہل اور کمینہ دشمن ہوگا، کوئی دہریہ خدا کے غضب کا مارا ہوا جس کو ان باتوں میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت دکھائی نہ دے۔ کون کہہ سکتا ہے یہ الفاظ، جس کا دل گہرائی کے ساتھ اس مضمون میں ڈوبا نہ ہوا ہو۔ ''خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی''۔ یہ کیفیت، یعنی اطاعت کی بات ہو رہی ہے اس لئے اس کو نر کی بجائے مادہ لفظوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ''جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی۔ اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا''۔

آج ہمیں جماعت میں اس کشش کی ضرورت ہے۔ آپ کے پیغام تو کتابوں کے ذریعہ بھی پہنچ جاتے ہیں لیکن جو پیغام آپ کا وجود پہنچائے اس سے بڑھ کر طاقتور کوئی پیغام نہیں ہو سکتا کیونکہ صحابہ کرام کی طرح یہ کشش آپ کے اندر ہوگی کہ جو کوئی دیکھے گا وہ بے اختیار چلا آئے گا۔ ''ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی''۔ یعنی عام کرامتیں جو ہیں وہ بالکل معمولی باتیں ہیں فقیروں، پیروں کی تعلیاں ہوا کرتی ہیں۔ مگر ان کرامتوں سے بھی بڑھ کر کرامت یہ ہے کہ جو کوئی اسے دیکھے وہ بے اختیار چلا آئے۔ ''غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونے سے ہوتی ہے اس لئے **تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔** اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی''۔ (الحکم جلد ۵ فروری ۱۹۰۱ء)

ایک دو منٹ میں اس عبارت کے ایک دو فقرے میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۸۶، ۸۷ حاشیہ سے لی گئی ہے۔ ''جو شخص معرفت کا کچھ حصہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ ہر ایک ذرہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کے موافق کام کرتا ہے اور ایک قطرہ پانی کا جو ہمارے اندر جاتا ہے وہ بھی بغیر اذن الٰہی کے کوئی تاثیر موافق یا مخالف ہمارے بدن پر نہیں ڈال سکتا''۔ یہ گہرے طبابت کے راز ہیں اور تمام دنیا کے علم شفا سے تعلق رکھنے والے لوگ خواہ وہ کسی نظام شفا سے تعلق رکھتے ہوں اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتے۔ پانی کا ایک قطرہ بھی جب تک وہ نہیں جانتے کہ اذن الٰہی ہے مگر یہ جانتے ہیں کہ جب تک جسم کی وہ خاص کیفیت نہ ہو جو اسے جذب کر کے اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے ایک پانی کی ضرورت مند کو آپ ڈھیروں پانی بھی پلا دیں ایک قطرہ بھی اس کے کام نہیں آئے گا اب اذن الٰہی کو تو نہیں جانتے مگر یہ معمہ ضرور دیکھا ہوا ہے کہ بعض دفعہ جسم اس ایک قطرے کو بھی قبول نہیں کرتا تو اس کے جسم میں سے گزر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ اذن الٰہی کا نتیجہ ہے۔ ہم جب کہتے ہیں کہ ایک پتہ بھی نہیں ہلتا اس کے اذن کے بغیر یا ایک قطرہ بھی اس کے اذن کے بغیر فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو واقعۃً اللہ کا کلیۃً اختیار ہے۔ اس کے تابع ہو گے تو تم بھی وہ قطرے بنو گے جو تمام دنیا کے صحت مند نظام میں جذب ہو سکتے ہوں۔ اگر خدا تم میں جذب ہونے کی صلاحیت رکھے گا تو پھر تم جذب ہو سکو گے پھر دنیا کا کوئی جسم تمہارا دفاع کر ہی نہیں سکے گا۔ یہ وہ مرکزی نکتہ ہے جو اس عبارت سے میں نے لیا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب باتوں کو سن کر ان کی باریکیوں کو سمجھے گی اور دنیا میں عظیم انقلاب کے قابل ہو جائے گی جس کو برپا کرنے کے لئے اللہ نے اس جماعت کی بناء ڈالی ہے۔

☆......☆......☆

DAUD TRAVEL

داؤد ٹریول جلسہ سالانہ یو کے میں شمولیت کے لئے جانے والوں کو خوش آمدید کہتے ہیں
ہمیں آپ کی سالہا سال سے خدمت کرنے کا اعزاز حاصل ہے

امسال بھی اگر آپ نے بذریعہ کار سفر کرنا ہے تو فیری کے لئے سستے ترین کرایہ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ آپ یقینا ہمیں سروس میں بہتر ترین پائیں گے
پاکستان جانے کے لئے بھی ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ فیملی فیئر کی سہولت بھی میسر ہے
پی آئی اے کے افسران سے اچھی سروس دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آزمائش شرط۔

حسب سابق امسال بھی بس سروس کی سہولت

پروگرام

۲۹ جولائی بروز بدھ بس فرینکفورٹ سے ۴ بجے روانہ ہوگی او
ر ۳ اگست کو ساؤتھ ہال کی سیر کے بعد شام کو واپسی کے لئے روانہ ہوگی۔

سیٹوں کی ریزرویشن جاری ہے

Otto Str. 10 60329 Frankfurt

Tel: (069) 233654 Fax: 259359

بقیہ: جماعت احمدیہ کی قربانیاں از صفحہ ۴

کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں"۔(چمنستان صفحہ ۱۶۵)

یہ تھا ان کا جذبہ جہاد اور جوش و خروش۔ پھر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب جب عمل کے میدان میں کودے تو اس وقت چشم فلک نے کیا کیا نظارے دیکھے وہ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اقتباس کتاب "رئیس الاحرار" صفحہ ۷۴، ۷۵ سے لیا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ :

"۱۹۲۸ء میں آل انڈیا مسلم کشمیر کانفرنس لدھیانہ میں ہوئی اس کی صدارت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کی۔ خواجہ محمد یوسف کے ذریعہ پنڈت موتی لال نہرو کو کشمیر کانفرنس کا صدر بنایا"۔

یہ بات سننے سے تعلق رکھتی ہے کہ پنڈت موتی لال جو پنڈت جواہر لال نہرو کے والد تھے کو کشمیر کانفرنس کا صدر بنایا۔ پھر لکھتے ہیں :

"کانفرنس میں بڑے بڑے مسلمان کشمیری تاجروں نے پنڈت موتی لعل کی گاڑی اپنے ہاتھ سے کھینچی۔ ایک لاکھ ہندو اور مسلمان نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ نہرو رپورٹ کی وجہ سے پنجاب میں پنڈت موتی لعل نہرو کی ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں میں سخت مخالفت ہو رہی تھی لیکن رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی اس تدبیر سیاست نے ہوا کا رخ پلٹ دیا"۔

دیکھئے احرار نے کیسے کیسے عظیم الشان مجاہدین اسلام پیدا کئے ہیں۔ صرف یہی نہیں اس زمانہ میں مشرقی بنگال میں کیا ہو رہا تھا اس کی داستان اگر آپ رسالہ "طلوع اسلام" (کراچی) ۲۶ مارچ ۱۹۵۵ء صفحہ ۱۱ سے پڑھ کر دیکھیں تو حیرت ہوگی کہ یہ لوگ اس وقت وہاں کیا کر رہے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :

"۱۹۴۶ء کے الیکشن کا اعلان ہو گیا جو پاکستان کے دوسرے مقامات کے بہت سے مسلم لیگی لیڈروں نے مشرقی بنگال کا دورہ کیا اور لوگوں پر پاکستان کی اہمیت واضح کرنی شروع کر دی۔ مسلم لیگی لیڈروں کا اثر اور عوام کو پاکستان کی حمایت پر آمادہ دیکھ کر ہندوؤں نے اپنے اجیر مولویوں کو مسلم لیگی لیڈروں کا زور توڑنے کے لئے بھیجا۔ "روح جعفر" کے ان تازہ پیکروں نے اپنی تقریروں میں

FOZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

مسلم لیگی لیڈروں پر کفر کے فتوے لگائے۔ پاکستان کی تحریک کو انگریزوں کا خود کاشتہ شگوفہ بتایا اور ہر ممکن کوشش کی کہ یہ تحریک مقبول عام نہ ہونے پائے"۔

اب میں احرار کے متعلق جسٹس منیر اور جسٹس کیانی کی رپورٹ میں سے دو اقتباسات پڑھ کر سناتا ہوں جن سے آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ انہوں نے جماعت اسلامی کی طرح کوئی توبہ نہیں کی اور پاکستان کے تصور کو نہ پہلے قبول کیا تھا نہ بعد میں۔ بلکہ لوگوں کو پہلے کی طرح دھوکہ اور فریب دیتے رہے اور اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لئے اسلام کا مقدس نام استعمال کرتے رہے۔ چنانچہ جسٹس منیر، کیانی رپورٹ صفحہ ۱۵۰ پر درج ہے :

"احرار کے ماضی سے ظاہر ہے کہ وہ تقسیم سے پیشتر کانگریس اور ان دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے جو قائداعظم کی جدوجہد کے خلاف صف آراء ہو رہی تھیں............اس جماعت نے (اس میں ۱۹۵۳ء کے فسادات کے واقعات درج ہیں کہتے ہیں اس جماعت نے) اب تک پاکستان کے قیام کو دل سے گوارا نہیں کیا"۔

احرار کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے انکوائری رپورٹ کہتی ہے: "ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کریں اور پاکستان کے استحکام کے متعلق عوام کے اعتماد کو نقصان پہنچائیں۔ اس شورش کا یہ مقصد بالکل واضح ہے کہ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر فرقہ وارانہ اختلاف کی آگ کو بھڑکایا جائے اور مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کر دیا جائے"۔

(انکوائری رپورٹ صفحہ ۱۵۰)

پھر اسی رپورٹ کے صفحہ ۲۷۸ پر احرار کا ذکر ان الفاظ میں ہوتا ہے: "احرار کے رویے کے متعلق ہم نرم الفاظ استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کا طرز عمل بطور خاص مکروہ اور قابل نفرین تھا اس لئے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کے لئے ایک مذہبی مسئلہ کو استعمال کر کے اس مسئلہ کی توہین کی"۔

پھر اسی رپورٹ کے صفحہ ۲۷۵ پر احراری لیڈر مولوی محمد علی جالندھری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵ فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ احرار پاکستان کے مخالف تھے............اس مقرر نے تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لئے پلیدستان کا لفظ استعمال کیا اور ....سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ....اپنی تقریر میں کہا، پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے"۔

پاکستان کو مٹانے کی ایک اور ناپاک تحریک

یہ ہیں مجاہدین اسلام کے کارنامے لیکن ان کارناموں کی کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ ان کی جدوجہد اب ایک نازک دور میں داخل ہو چکی ہے۔ احراریوں نے پاکستان کے خلاف مختلف وقتوں میں ہر حربہ استعمال کیا، کبھی جماعت احمدیہ کو بہانہ بنایا اور کبھی اور بہانے تلاش کر کے پاکستان کو نیست و نابود کرنے کی جو کوششیں یہ کر سکتے تھے کر چکے ہیں۔ اور ہر بار اللہ تعالیٰ کے فضل نے پاکستان کو بچایا اور ان کی ذلت آمیز شکست ہوئی اور اپنے ارادوں میں ناکام اور نامراد رہے لیکن اب یہ تحریک ایک انتہائی خطرناک دور میں داخل ہو رہی ہے بلکہ ہو چکی ہے۔ اب ان بد قسمتوں نے آخر یہ فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان کی جان تو کلمہ توحید لا اله الا الله میں ہے اور اسی کی طاقت سے پاکستان بنایا گیا اور اس کلمہ توحید کو مٹانے سے ہی یہ پاکستان مٹے گا۔ یہ بات تو ان کی درست ہے لیکن اقدام نہایت ہی ناپاک اور ذلیل اور رسوا کن ہے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ اب ایک منصوبہ کے تحت وہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اس ملک کو مٹانے کے لئے اگر کلمہ توحید کو بھی نیست و نابود کرنا پڑے تو ہم ایسا کر کے چھوڑیں گے۔ چنانچہ پاکستان میں اس غرض سے ایک عام تحریک چلائی گئی ہے اور اس ملک کی یہ انتہائی بد قسمتی ہے کہ وہ لوگ جو ملک کی حفاظت کے لئے مامور تھے، جن کے سپرد یہ کام تھا کہ پاکستان اور پاکستان کی روح کو جس طرف سے بھی خطرہ ہوگا وہ اس کے مقابل پر لڑیں گے اور اس کے دفاع کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے آج ان کو ہی آلہ کار بنا کر کلمۂ توحید یعنی پاکستان کی جان پر حملہ کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے سامنے جو مختلف واقعات رونما ہو رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کے پورا ہونے کا دور آگیا ہے اور زمین میں بسنے والوں کی آراء اور خیالات تبدیل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ کلمہ مٹانے کی تحریک کے سلسلہ میں بکثرت ایسے خطوط اور ایسی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ حکومت پاکستان کے افسران نے جب پولیس کو حکم دیا کہ وہ کلمہ مٹائیں تو وہ مسجدوں میں پہنچے لیکن احمدیوں کی گریہ وزاری کے نتیجہ میں ان کے دل کانپ گئے اور بعضوں نے کلمہ مٹانے سے بالکل صاف انکار کر دیا۔

چنانچہ ایک موقع پر ایک مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ آئی ہوئی پولیس فورس کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ (احمدی) بغیر یونیفارم کے تو کسی شخص کو کلمہ نہیں مٹانے دیں گے، یہ تو سر دھڑ کی بازی لگائے بیٹھے ہیں لیکن اگر حکومت مٹائے تو احمدی کہتے ہیں کہ ہم مزاحمت نہیں کریں گے۔ اس صورت میں اللہ جانے اور حکومت۔ جب وہ مجسٹریٹ اتنی بات کہہ رہا تھا تو ایس ایچ او نے کہا جناب یہ باتیں تو بعد میں طے ہونگی پہلے یہ بتائیں کہ مٹائے گا کون؟ اس نے کہا لازماً تم ہی مٹاؤ گے تمہیں اسی لئے ساتھ لایا ہوں۔ اس پر ایس ایچ او نے کہا یہ میری پیٹی ہے اور یہ میرا اسٹار ہے جہاں مرضی لے جائیں مگر خدا کی قسم میں کلمہ نہیں مٹاؤں گا اور نہ ہی میری فورس کا کوئی آدمی کلمہ مٹائے گا۔ اس لئے جب تک یہ فیصلہ نہ کر لیں کہ کلمہ کون مٹائے گا اس وقت تک یہ ساری باتیں فضول ہیں کہ کس طرح مٹایا جائے گا۔ اس قسم کا ایک واقعہ نہیں ہوا پاکستان کے طول و عرض میں ایسے کئی واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ پولیس جو پاکستان میں سب سے زیادہ بدنام انتظامیہ مشہور ہے اور جسے ظالم، سفاک، بے دین اور بے غیرت کہا جاتا ہے اور ہر قسم کے گندے نام دئے جاتے تھے لیکن کلمہ کی محبت ایسی عظیم ہے، کلمہ کی طاقت اتنی عجیب ہے کہ ان کے دلوں میں بھی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے اور ایک جگہ سے نہیں متعدد جگہوں سے بارہا یہ اطلاعات مل رہی ہیں کہ پولیس نے کلمہ مٹانے سے صاف انکار کر دیا ہے اور یہ کہا کہ کوئی اور آدمی پکڑو جو کلمہ مٹائے ہم اس کے لئے تیار نہیں۔

اسی طرح بعض مجسٹریٹس کے متعلق اطلاعیں مل رہی ہیں کہ وہ بڑے ہی مغموم حال میں سر جھکائے ہوئے آئے، معذرتیں کیں اور عرض کیا کہ ہم تو مجبور ہیں، ہم حکومت کے کارندے ہیں، تم ہماری خاطر کلمہ مٹا دو۔ احمدیوں نے کہا کہ ہم تو دنیا کی کسی طاقت کی خاطر بھی کلمہ مٹانے کے لئے تیار نہیں ہیں اگر تم جبراً مٹانا چاہتے ہو تو مٹاؤ۔ پھر مجسٹریٹ نے کہا کہ اچھا سیڑھی لاؤ تو جواب میں کہا گیا کہ ہمارے ہاتھ سیڑھی بھی نہیں لے کر آئیں گے۔ پھر انہوں نے کسی اور سے سیڑھی منگوائی اور ایک آدمی کلمہ مٹانے کے لئے اوپر چڑھا۔ اس وقت احمدیہ مسجد سے اتنی دردناک چیخیں بلند ہوئیں کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے ان کا سب کچھ برباد ہو چکا ہے اور کوئی بھی زندہ نہیں رہا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ مجسٹریٹ کی بھی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور ابھی کلمہ پر ایک ہتھوڑی پڑی تھی کہ مجسٹریٹ نے آواز دی کہ واپس آجاؤ ہم یہ کلمہ نہیں مٹائیں گے۔ حکومت جو چاہتی ہے ہم سے سلوک کرے ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

پس ایسے واقعات حیرت انگیز طور پر رونما ہو رہے ہیں اور جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام یاد آجاتا ہے کہ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ کہ زمین پر بسنے والوں کی رائیں تبدیل کی جائیں گی اور ان کے خیالات میں انقلاب برپا کیا جائے گا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کے دل میں کلمہ کا احترام اکثر صورتوں میں موجود ہے اور وہ اس معاملہ میں حکومت سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں لیکن بعض صورتوں میں نہایت ہی مکروہ واقعات سامنے آ رہے ہیں اور انہیں دیکھ کر دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی وجہ سے کہیں اس ملک کو سزا نہ دے۔ ایک موقع پر ایک طالب علم کو ایک پولیس مین نے بس سے گھسیٹ لیا اور اس جرم میں کہ اس نے کلمہ کا بیج لگایا ہوا تھا تھانے لے گیا اور وہاں کلمہ لگانے پر پانچ سو روپے اس کی سزا مقرر ہوئی اور اسے زدوکوب بھی کیا گیا۔ اس طالب علم نے کہا کہ میرے پاس پانچ سو روپے تو نہیں صرف تین سو روپے ہیں لیکن جہاں تک کلمہ کا تعلق ہے میں تو اسے نہیں اتاروں گا۔ اگر تم میں طاقت ہے تو بے شک نوچ لو لیکن میرے دل سے کس طرح کلمہ نوچو گے۔ وہ تو پھر بھی دل ہی میں رہے گا۔ اس پر پولیس والوں نے کہا کہ اچھا ہم تمہیں ابھی سمجھا لیتے ہیں کہ کس طرح نوچیں گے۔ چنانچہ وہ اسے تھانے سے باہر لے گئے اور ایک پل کے نیچے شدید مارا، اتنا مارا کہ جسم کا کوئی حصہ بھی ضرب سے خالی نہ رہا اور وہ تین سو روپے لے لئے اور کہا اچھا تین سو روپے جرمانہ اس طرح وصول ہو گیا اور دو سو روپے مارنے سے وصول ہو گیا۔ ہم نے تو اپنے پانچ سو روپے پورے کر لئے۔ تو ایسے ظالم طبع لوگ بھی وہاں موجود ہیں۔

پس جماعت احمدیہ سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ تو اپنے ملک کے لئے جانیں نثار کرنے والی جماعت ہے۔ اور اسی طرح ہر ملک کی جماعت احمدیہ اپنے اپنے ملک کی وفادار ہے۔ خطرہ تو ان بد قسمتوں سے ہے جو کلمہ کی توہین کرنے والے ہیں اور کلمہ بیچ کر کھا جانے والے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

اخبارات وجرائد سے

(خنیف احمد محمود)

بسنت کا تہوار

"بسنت" پاکستان میں خصوصی طور پر پنجاب کے مختلف شہروں میں بڑے زور و شور سے منائی جاتی ہے اور چوبیس گھنٹوں میں اربوں کھربوں روپیہ ہوا کی نظر کر دیا جاتاہے۔ بسنت منانے میں "لاہور" شہر سرِ فہرست ہے جہاں دوسرے شہروں سے بلکہ پڑوس ممالک سے بھی مہمان شامل ہوتے ہیں۔ اور ہر آنے والے نئے سال یہ تہوار گزشتہ سال سے کہیں بڑھ چڑھ کر تہذیب کی تمام حدوں کو پھلانگتا جارہاہے۔ اور بے حیائی کے وہ مناظر دیکھنے میں آتے ہیں کہ الحفیظ والامان۔

اب تو بات یہاں تک پہنچی ہے کہ عدالتیں اس رواج کو قانوناً جائز قرار دے رہی ہیں۔ حکومت کے اعلیٰ عہدیدار مختلف جگہوں پر اس شرمناک افسوسناک اور غیر اسلامی میلے کا افتتاح کرتے ہیں جسے میڈیا نشر کرنے کا غیر معمولی اہتمام کرتاہے۔ اس دفعہ بسنت کو قومی دن قرار دے دیا گیا اور ریڈیو، ٹی وی نے بڑے اہتمام سے اس کا ذکر کیا۔

بھارتی وفد جو خصوصی طور پر بسنت کے لئے لاہور آیا تھا وہ یہاں ڈھول ڈھمکا، ناچ گانے، کلاشنکوفیں چلتیں اور شراب کے جام چلتے دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ پاکستان میں بسنت کا تہوار بھارت سے بھی زیادہ جوش وخروش سے منایا جاتاہے۔ چند ایک اخباری بیانات اور تبصرے ملاحظہ ہوں:

تحریک خلافت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ "ندائے خلافت" لاہور کے مدیر جناب حافظ عاکف سعید نے اپنے شمارہ ۴؍مارچ ۱۹۹۸ء میں "وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود" کے زیر عنوان اپنے اداریہ میں لکھا:

"گزشتہ اتوار لاہور میں بسنت کا تہوار بڑی دھوم دھام اور غیر معمولی اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ "زندہ دلان لاہور" کی زندہ دلی اور وسیع ظرفی کا یہ مظہر بھی سامنے آیا کہ پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں کو بھی بطور خاص اس "پر مسرت" موقع پر مدعو کیا گیا جن کی شرکت سے من و تو کا فرق مٹ گیا اور اس ہندوانہ تہوار کے حوالے سے ثقافتی یک جہتی اور یک رنگی کا ایک غیر معمولی مظاہرہ ہوا۔ مزید ستم ظریفی یہ کہ ملک کے معزز ترین ایوان یعنی سینٹ کے چیئرمین اور آئینی اعتبار سے صوبہ پنجاب کی سب سے زیادہ بااختیار شخصیت یعنی گورنر پنجاب نے بھی بسنت کی تقریبات میں شرکت کر کے اس کے "مشرف بہ سرکار" ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ

"حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے"

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس ہندوانہ تہوار کا طور سے منایا جانا بہت سے اعتبارات سے تشویش کا باعث ہے چنانچہ گزشتہ چند دنوں کے دوران قومی اخبارات میں اس موضوع پر شائع ہونے والے بہت سے کالم قومی بے حسی بلکہ بے غیرتی کے اس مظاہرے پر نوحہ کناں نظر آئے۔ بالخصوص اس موقع پر روشن خیالی کے عنوان سے جس ثقافت کا مظاہرہ ہوا وہ انتہائی افسوس ناک اور قابل مذمت ہے۔ ملک کے "اعلیٰ" طبقات میں جن میں بیوروکریٹس اور نودولتیے سرفہرست ہیں۔ بسنت کے موقع پر رقص وسرود کی محفلوں کا انعقاد اور شراب کا کھلے عام استعمال ایک ایسی روایت کا درجہ اختیار کر چکاہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پختہ سے پختہ تر ہو رہی ہے اور خواص کے طبقے سے نکل کر دیگر طبقات کو بھی بتدریج اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔ اب سکھوں اور ہندوؤں کو بھی اپنی اس "خوشی" میں شریک کرنا ایک ایسا سنگین اضافہ ہے جو اندیشہ یہ ہے کہ بہت جلد ایک روایت کی صورت اختیار کر لے گا۔ اس لئے کہ اکثر قومی اخبارات کے ذریعے سے بسنت کی کوریج جس انداز میں سامنے آئی ہے اور پی ٹی وی نے "بسنت نائٹ" منا کر اس کی جس طرح حوصلہ افزائی کی ہے اس کے پیش نظر بلا خوفِ تردید یہ دعویٰ کیا جا سکتاہے کہ آئندہ سال اس "ہنگامہ ہائے ہاؤ ہو" میں مزید اضافہ ہی ہوگا، کمی نہیں ہوگی۔

ستم بالائے ستم یہ کہ یہ کام ایک ایسی حکومت کے دور میں اور اس کے زیر سایہ ہواہے جو نظریہ پاکستان کی علمبردار اور پاکستان کے خالق ہونے کی مدعی ہے۔ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!"............"۔

پھر لکھتے ہیں:

"اس ہندوانہ تہوار کے موقع پر پتنگ بازی کے شوق میں ہر سال کتنے ہی نوجوان اور بچے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور زخمی ہونے اور ٹانگ یا بازو تڑوا بیٹھنے والوں کی تعداد کا شمار ممکن نہیں۔ پھر اسراف و تبذیر کے جو مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور اس حوالے سے جو اعداد و شمار سامنے آتے ہیں وہ ایک باشعور انسان کے ہوش اڑا دینے کے لئے کافی ہیں۔ کروڑوں اور اربوں روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتاہے۔ پتنگوں کے ساتھ دھات کی باریک تار استعمال کرنے کے نتیجے میں واپڈا کا جو نقصان ہوتاہے وہ اس پر مستزاد ہے۔ گزشتہ سال بسنت کے اس تہوار کے باعث ایک دن میں واپڈا کو چالیس کروڑ کا نقصان اٹھانا پڑا۔ ایک ایسے ملک میں جس کی معیشت سودی قرضوں کے بوجھ تلے سسک رہی ہو اس نوع کے اللوں تللوں اور قومی دولت کے ضیاع کا آخر کیا جواز ہے؟ ہمارے ارباب اقتدار اپنے اقتدار کے تحفظ اور ذاتی مفادات کے حصول میں ہی شاید اس درجے مصروف رہتے ہیں کہ اپنے اصل فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ان کے پاس وقت نہیں بچتا، ورنہ اس غیر اسلامی تہوار کے حوالے سے منعقد ہونے والی تقریبات پر پابندی لگانا اور اس فضول خرچی اور بے جا اسراف کی سرکاری سطح پر حوصلہ شکنی کرنا ان کا اولین فریضہ قرار پاتا لیکن انہیں بھی شاید قوم کو کھلونے دے کر بہلائے رکھنے ہی میں عافیت نظر آتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے اقتدار کے ساتھ چمٹے رہنے کا یہی تیر بہدف نسخہ ہے۔

پوری قوم بے مقصدیت کے صحرائے تیہہ میں بھٹک رہی ہے۔ سرمایہ دار طبقے اور مقتدر طبقات کے یہ لچھن "یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری" کے مصداق بڑے خوفناک انجام کی نشاندہی کر رہے ہیں............"۔

☆...... جناب قاضی کاشف نیاز نے ماہنامہ "الدعوۃ" مارچ ۱۹۹۸ء کے شمارہ میں بڑی تفصیل سے بسنت کے منفی اور مثبت پہلوؤں کا جائزہ لیاہے۔ اور "بسنت جس پر جان ومال اور ایمان سب کچھ لٹا دیا گیا" کے عنوان سے بسنت کے ہندوانہ تہوار کی چشم کشا رپورٹ شائع کی ہے۔

اس طویل رپورٹ کے آغاز پر جناب کاشف نیاز نے لکھا:

"......موجودہ سال کے بسنت نے تو گزشتہ تمام سالوں کی بسنت کے ریکارڈ توڑ دئے ہیں اور "شاہ سے زیادہ شاہ کے مصاحب" کے مصداق یوں محسوس ہوتاہے کہ ہم اس تہوار کے اصل موجد ہندوؤں کو بھی بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ یہ محض زور بیان کے طور پر میں نہیں کہہ رہا، اس کا اعتراف خود ہندو اور سکھ بھی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

۲۲؍فروری کو "زندہ دلان لاہور" نے جو بسنت کا شرمناک میلہ رچایا اس کی رنگارنگی کو بڑھانے کے لئے معروف ہندو صحافی کلدیپ نیر، بھارتی اداکاروں اور کرکٹروں سمیت سکھوں کے ۳۵ رکنی وفد کو بھی مدعو کیا گیا۔ انہوں نے جب لاہوری بسنت کے حشر انگیز، ہنگامہ خیز، فحش، عریاں اور قاتل دین وایمان مناظر دیکھے، مسلمان لڑکیوں کو پردے اور شرم وحیا سے بے نیاز گھروں، دوکانوں اور ہوٹلوں کی چھتوں پر بے باکانہ لہراتے، ناچتے، اچھلتے، کودتے دیکھا۔ وہ مسلمان لڑکی جس کا برقعہ اور چادر کھینچنے پر کبھی ہندو مسلم فسادات ہو جاتے تھے۔ آج اسے انہوں نے "دل ہوا بو کاٹا، پتنگ باز سجناں، گڈی ونگوں اج مینوں سجناں......اڈائی جا، اڈائی جا۔ جیسے فحش پاکستانی اور انڈین گانے فخر سے گاتے اور ان پر رقص اور لڈیاں پاتے دیکھا، گولیوں کی تڑاتڑ سے پورے لاہور کو گونجتے اور درجنوں غریب مسلمان نوجوانوں کو مرتے اور ٹانگیں تڑواتے دیکھا۔ مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ہوا میں اڑتے اور اپنا بھارتی دھاگہ یوں دھڑادھڑ بکتے دیکھا، شہر میں نقصانات کے خوف سے بجلی بند، پانی بند لیکن لال پری اور شراب کے جام بے حساب چلتے دیکھے تو بھارتی وفد کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ انہیں اپنی منزل اپنی توقع سے کہیں بڑھ کر قریب نظر آئی۔ چنانچہ وفور مسرت سے انہیں کہنا پڑا:

پاکستان میں بسنت کا تہوار بھارت سے بھی زیادہ جوش وخروش سے منایا جاتاہے۔ بھارت میں تو صرف پتنگ بازی کی جاتی ہے اور وہ بھی برائے نام۔ ڈھول ڈھمکے، پٹاخے اور فائرنگ نہیں کی جاتی۔ یہاں پر بسنت منانے کا انداز بھارت میں دیوالی کے میلے سے ملتا جلتاہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس جشن سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور لاہوریوں کا جوش وخروش دیکھ کر حیران رہ گئے ہیں۔ یہاں کے اور بھارت کے ماحول میں خاصی مماثلت پائی گئی ہے۔(جنگ ۲۳۔۲۔۹۸)"۔

☆...... بسنت ڈے اور بسنت نائٹ میں منچلوں کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ میں تحریر ہے:

"......جو لوگ بسنت کے حق میں دلائل دیتے نہیں تھکتے کہ اسے ہندو تہوار نہ سمجھا جائے، یہ محض ایک موسمی تہوار ہے اور موسم بہار آنے کی خوشی میں بسنت کی صورت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا جاتاہے تو وہ بتائیں اسے موسمی تہوار سمجھ کر مناتے مناتے آج ان کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ اس تہوار کو منا کر پہلے سے زیادہ ہندو تہذیب کے قریب ہو گئے ہیں۔ کل تک صرف پتنگ بازی کی جاتی تھی، نوجوان لڑکے ایک دوسرے کے گھروں کی چھتیں پھلانگتے۔ اس سے جانی نقصان کے علاوہ گھروں میں تانکا جھانکی کا سلسلہ شروع ہوا۔

پھر معاملہ کچھ اور آگے بڑھا۔ پتنگ بازی کے ساتھ بے تحاشہ فائرنگ کی جانے لگی۔ ہر سال بیسیوں نوجوان اس کی بھی بھینٹ چڑھنے لگے۔ واپڈا کا کروڑوں روپیہ کا نقصان الگ ہونے لگا۔ چند سالوں کے بعد بسنت ڈے کے ساتھ ساتھ بسنت نائٹ بھی منائی جانے لگی۔ اب بسنت ڈے کی وجہ سے جب گھروں کی چھتوں پر بڑی بڑی فلڈ لائٹیں لگیں اور ساتھ فحش انڈین گانے بھی ڈیکوں پر پوری آواز کے ساتھ چلائے گئے تو گھروں کی عفت مآب بہنیں اور مائیں بھی پردے کو الوداع کہہ کر خود ہی چھتوں پر دعوت نظارہ کے لئے آ موجود ہوئیں۔ اب حال یہ ہے کہ یہ مسلمان کہلانے والی مائیں، بہنیں ہندوؤں کا لباس بھی پہننے لگی ہیں۔ جی ہاں بسنتی لباس، پیلے اور زرد رنگ کا لباس جو ہندو سادھوؤں اور پنڈتوں کا خاص مذہبی لباس ہے اور بھارت کے پرچم کا ایک تہائی حصہ بھی یہ بسنتی رنگ ہے۔ اخباروں کے ایڈیشنوں اور ٹی وی پروگراموں میں ہماری ان بہنوں کو بڑے فخر سے یہ ہندو لباس پہنے

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

ہوئے دکھایا گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

☆......☆......☆

سرکاری سطح پر بسنت تہوار کی پہلی بار پذیرائی

بسنت کے موقعہ پر مسلمان عورتوں نے بسنتی رنگ کے کپڑے پہنے، گجرے پہنے، سڑکوں پر ہندوؤں کے معبودوں کے گیت گانے کا ذکر کرتے ہوئے روزنامہ "خبریں" ۱۶/ فروری ۱۹۹۸ء میں لکھتا ہے:

"اس دفعہ بعض گرل کالجوں میں بھی بسنت کا تہوار منایا گیا۔ لڑکیاں بسنتی لباس پہن کر کالج گئیں اور وہاں انہوں نے بھارتی گانوں پر پتنگیں اڑائیں۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں بسنت کے اس تہوار کی سرکاری سطح پر بھی پہلی بار زبردست پذیرائی کی گئی۔ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد اور گورنر پنجاب شاہد حامد آواری ہوٹل میں خصوصی طور پر بسنت کی تقریب میں شریک ہوئے۔ ریڈیو، ٹی وی پر بھی بسنت کا تہوار منانے کی خبریوں دی گئی جیسے اب واقعی یہ پوری قوم کا تہوار بن چکا ہو۔ بسنت کے موقع پر لاہور سے کراچی تک خصوصی پروازیں چلائی گئیں۔ اور قصور میں تو بسنت کے موقع پر ڈی سی نے سرکاری چھٹی کا اعلان کر دیا۔ بسنت نائٹ سے ایک دن پہلے بعض خواتین نے بسنتی لباس پہن کر گڈے اور گڈی کی مہندی بھی رچائی۔ اس کی تصویریں بھی اخبارات میں شائع ہوئیں۔ یعنی ایک تو ان عورتوں نے ہندوؤں کا بسنتی لباس پہنا اور پھر گڈے اور گڈی کی مہندی بھی رچائی۔ یہ مہندی کی رسم بھی خالص ہندوؤں کی رسم ہے۔ اب جب بسنت کے اس ہندو تہوار کے ساتھ ہندو تہذیب کی دیگر تمام خرافات بھی اس قدر ہمارے اندر سرایت کر جائیں کہ خود ہندوؤں کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ تو ہمیں بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ بلکہ اس بات سے فائدہ اٹھا کر بعد میں اس وفد نے یہاں تک کہا کہ دونوں قوموں میں کافی مماثلت ہے۔ اس لئے واہگہ بارڈر اب کھول دینا چاہئے۔ کلدیپ نیر نے کہا کہ ہم سیاسی طور پر نفرت کی دیواروں کو ہلانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

(روزنامہ خبریں ۲۲/ فروری ۱۹۹۸ء)

اس کا مطلب یہ ہے کہ بھارتی وفد کو بسنت کی صورت میں اپنا مشن یعنی نظریہ پاکستان کا خاتمہ ہوتا پوری طرح نظر آیا ہے۔ اب بھی ہم یہ کہیں کہ بسنت ہندوؤں کا تہوار نہیں محض ایک موسمی تہوار ہے تو اس تجاہل عارفانہ پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؎

وائے ناکامی ! متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

☆......☆......☆

بسنت کو مذہباً جائز قرار دینے کے لئے حیلے بہانے

بسنت کے دنوں میں اخبارات اس تہوار کو بھرپور کوریج دیتے ہیں۔ منفی اور مثبت پہلوؤں پر خوب فیچر شائع ہوتے ہیں۔ روزنامہ جنگ لاہور میں انہی دنوں بسنت پر ایک فورم شائع ہوا۔ اس فورم میں جناب میاں عبدالوحید چیئرمین پاکستان کائٹ فلائنگ سپورٹس ایسوسی ایشن نے بسنت کے حق میں بہت سے دلائل دیتے ہوئے ایک دلیل یہ بھی دی:

"ہم جب پتنگ بازی کرتے ہیں تو اوپر اللہ کی طرف ہی دیکھتے ہیں جس سے روحانی تعلق مضبوط ہوتا ہے"۔ (جنگ ۱۸۔۲۔۹۸)

اسلام میں چوتھی عید

☆...... ایک اور اخبار لکھتا ہے:

"لاہور میں اس دفعہ بسنت کا تہوار جس جوش وخروش اور مستی سے منایا گیا اس سے شنید ہے کہ عنقریب اسے بھی قوم باقاعدہ عید اور تہوار کا درجہ دے دے گی۔ اور اس کے آثار بھی نظر آتے ہیں۔ اندرون لاہور ایسے بینر لگائے گئے تھے جن پر ایک ہوٹل والے نے جلی طور پر لکھوایا ہوا تھا:

بسنت کے رنگ ...... چٹخارے کے سنگ
عید کے رنگ ...... چٹخارے کے سنگ

گویا اب تیسری عید کے اضافے کے بعد چوتھی عید کا اضافہ بھی ہونے والا ہے۔ اللہ ہی ہمیں ہدایت دے۔ ورنہ ہمارا حال علامہ اقبال کے اس شعر کے عین مطابق ہو چکا ہے ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

(الوعدۃ، مارچ ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

ہوا۔ آیت نمبر ۳۳ میں بنواسرائیل کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بنواسرائیل کو اس زمانے کے جہانوں پر کسی علم کی بنا پر فضیلت بخشی تھی۔ یعنی اسلام سے پہلے کے زمانے میں۔ لیکن علمی علم کا ایک پہلو اب بھی جاری ہے۔ ساری دنیا گواہ ہے کہ تمام دنیا کے سائنسی علوم پر یہود کا قبضہ ہے۔ آیات ۳۵ تا ۴۰ کے حوالے سے مَوتَتنا الأُولیٰ کے معانی کی تشریح کی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ آیت نمبر ۵۵ میں زوجنٰھم بحورٍ عینٍ میں شادی مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جس قسم کے اعلیٰ اخلاق والوں نے اپنی روح کو شکل دی ہو گی ویسے ہی اعلیٰ اخلاق والوں کو جوڑ بنائیں گے۔ آیت نمبر ۵۸ اور ۵۹ میں خدا تعالیٰ کے فضل عظیم کا ذکر ہے کہ ہم نے قرآن مجید کو تیری زبان پر آسان کر دیا ہے اور عامۃ الناس بھی جو گہرائی میں نہ بھی جائیں تو آسانی سے دین پر عمل کر سکتے ہیں۔

جمعرات، ۹/ جولائی ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۴۲ جو ۲۹/ فروری ۱۹۹۶ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوئی تھی، دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۰/ جولائی ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کی فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات جو ۶/ جولائی کو ریکارڈ کی گئی تھی براڈکاسٹ ہوئی۔ سوال وجواب اپنی ذمہ داری پر اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں:

حضور انور سٹوڈیو میں تشریف لائے اور فرمایا کہ نارمل سوال وجواب شروع کرنے سے پہلے میں آپ کو فرانس سے ایک خوشخبری کی اطلاع بتانا چاہتا ہوں۔ وہاں کی مسجد کی منظوری کے لئے دس سال سے کوشش ہو رہی تھی وہاں کے خدام اور انصار نے لمبے عرصے تک اس عمارت کو فرانس کے معیار پر لانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ میئر صاحب نے مسجد کا خود معائنہ کئے بغیر منظوری دینے سے ہچکچاہٹ ظاہر کی۔ آخر خود آئے اور اب باقاعدہ اس کی منظوری دے دی ہے۔ الحمد للہ۔ ہم سب کو مبارک ہو۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ Approval اتفاقی نہیں ہے۔ دس سال تک حکومت کے کارندے اور عوام ہمیں watch کرتے رہے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ اس طرح فرانس میں احمدیہ مسجد کا قیام قانونی طور پر عمل میں آگیا ہے۔ فالحمد للہ۔

☆...... حضور سے دورہ امریکہ کے حالات پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی اس پر حضور نے فرمایا کچھ تو میں پچھلے جمعہ میں کہہ چکا ہوں اور باقی اگلے جمعہ میں کہوں گا۔ امید ہے ایم ٹی اے ان خطبات کو نشر کرے گا۔

☆...... جن لوگوں نے لمبے عرصہ پر پھیلے ہوئے قرض سے مارگیج پر گھر لئے ہوئے ہیں کیا وہ اس دوران حج نہیں کر سکتے۔ اور پوری ادائیگی کے بعد حج فرض ہو گا؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ سوال امریکہ میں بھی اٹھایا گیا تھا اور اس کے جواب میں قریباً آدھا گھنٹہ صرف ہوا۔ آپ وہ کیسٹ سنیں۔ لیکن مختصر جواب یہ ہے کہ اس طرح کا قرض حج میں روک نہیں کیونکہ مارگیج تو گھر کے کرائے کا کام دیتی ہے۔ اور نہ ہی یہ کوئی سودی Bargain ہے۔ اسلئے اگر کوئی حج کی استطاعت رکھتا ہے تو اسے حج کی اجازت ہے۔

☆...... بہت سے عیسائی کہتے ہیں کہ وہ روح القدس سے پُر ہیں اور انہیں مکاشفات وغیرہ ہوتے ہیں تو اسلامی نقطہ نگاہ سے اس کی کیا تعبیر ہے؟۔ حضور نے فرمایا کہ یہ صرف ان کا خیال ہے۔ اگر حقیقت ہے تو ان سے نشان ظاہر ہونے چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کی دعائیں مقبول ہونی چاہئیں۔ ان کے ارد گرد رہنے والے لوگ بھی ان کی نیکی سے متأثر ہونے چاہئیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے مہبط ہونے چاہئیں۔ لیکن وہ روح القدس کو خدا سے الگ کر دیتے ہیں دوسری طرف خدا کو اور بیچ میں حضرت عیسیٰؑ کو لے آتے ہیں جو ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں۔

☆...... انسانی دماغ پر تجربات کئے جاتے ہیں کیا دعا کے دوران بھی دماغ پر کوئی تجربہ ہونا چاہئے؟ حضور نے فرمایا کہ دعا کے دوران دماغ کا مشاہدہ خدا تعالیٰ کرتا ہے اور اس طرح دماغ کی کارروائی جس کو معلوم ہونی چاہئے وہ جان لیتا ہے اور کسی Psychiatrist کی ضرورت نہیں۔

☆...... ایلومینیم کے بنے ہوئے برتنوں میں کھانا پکانا صحت کے لئے مضر ہے اور تیسری دنیا کے غریب لوگ ان ہی میں کھانا پکاتے ہیں۔ حضور انور کا ان کو کیا مشورہ ہے؟۔ حضور نے فرمایا کہ ان برتنوں میں کھانا پکانا بند کر دیں۔ یہ خون کی شریانوں اور رگوں کے علاوہ Glandular سسٹم کے لئے مہلک زہر ہے۔ دنیا کے تمام ڈاکٹر اس پر متفق ہیں۔ سٹیل یا کاسٹ آئرن (Steel or Cast-Iron) کے برتنوں میں کھانا پکائیں یا پھر مٹی کے برتنوں میں۔ ان میں کھانا بہت مزیدار بنتا ہے۔

☆...... اگر کوئی بہت بوڑھا انسان مرنے کے قریب ہو اور اس کی اولاد اور باقی سب غیر احمدی ہوں اور اس کی خواہش یہ ہو کہ اسے احمدی دفن کریں تو ایسی صورت میں کیا مشورہ ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر غیر احمدی رشتہ داروں کو اس سے محبت ہے تو اس کی خواہش کے مطابق اسے احمدیوں کے سپرد کر دیں۔ ورنہ اس کا معاملہ خدا کے حوالے ہے وہ اس بات کی رعایت رکھے گا۔

☆...... لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے قرابت دار اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونگے؟۔ حضور نے فرمایا محض خونی رشتہ داری قرب کا باعث نہیں۔ خدا تعالیٰ تقویٰ کے مطابق درجات عطا فرمائے گا۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل سوالات بھی کئے گئے:

☆...... Bull Fighting کے بارے میں اسلامی نقطہ نگاہ کیا ہے؟

☆...... اسلامی تہذیب تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے تین سو سال بعد تک خوب شان سے قائم رہی جبکہ خلافت راشدہ صرف ۴۰ سال تک چلی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆...... اسلامی کیلنڈر ہجرت سے شروع ہوتا ہے سن نبوت سے کیوں نہیں؟

☆...... ابن آدم سے پہلا قتل سرزد ہوا تو کیا ہر گناہ کے قتل کا گناہ اس تک پہنچے گا؟

(امتہ المجید چوہدری)

☆......☆......☆......☆......☆......☆

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

بقیہ رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ ۲

بقیہ رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ ۲

رکھیں-...... دوسرے روایتی مسلمانوں میں آپ کو ایسا اسلام نہیں ملے گا- وہاں آپ کو انتہا پسند نظر آئیں گے- ایک اُس قسم کے جیسے کہ افغانستان میں ملتے ہیں اور دوسری وہ عورتیں جو خود کو اتنا بھی ڈھانپ کر نہیں رکھتیں جتنا کہ یہاں کی مہذب عورتیں رکھتی ہیں اور وہ پھر بھی مسلمان کہلاتی ہیں-

☆ پاکستان میں احمدیوں کے حقوق کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وہ جرمن جن کے احمدیوں کے ساتھ تعلقات ہیں وہ احمدیوں کو پسند کرتے ہیں، نفرت نہیں کرتے- لیکن پاکستان میں عوام کو مُلّا احمدیوں سے تعلقات بڑھانے کی اجازت نہیں دیتا- اگر ایسا ہو جائے تو سارا پاکستان احمدی ہو جائے- اس لئے وہ یہ پراپیگنڈہ کرتا ہے اور اس کام میں میڈیا اُن کی مدد کرتا ہے کہ احمدیوں پر مختلف الزامات عائد کئے جائیں- اور جب کبھی لوگ یہ الزامات سن کر بھی احمدیوں کے قریب آتے ہیں تو نہ صرف خود احمدی ہو جاتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی احمدیت میں لانے کا باعث بنتے ہیں- ...... لیکن ایسا ہر مذہب کے آغاز میں ہوتا رہا ہے کہ جو لوگ زیادہ پارسا ہوتے ہیں وہ نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں-

☆ ایک سوال تھا کہ قبروں پر چراغ جلانا کیوں ناجائز ہے؟- حضور انور نے جواباً فرمایا "کیونکہ مُردے دیکھ نہیں سکتے!"-

☆ ایک سوال احمدیت میں خلافت کے بارے میں تھا کہ خلیفہ کون ہوتا ہے، وہ کیسے منتخب ہوتا ہے اور اس کے فرائض کیا ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ خلیفہ کو ایک عالمی انتخابی مجلس کے ذریعہ سے چُنا جاتا ہے- یہ مجلس ایک خلیفہ کی زندگی میں بالکل خاموش ہوتی ہے لیکن خلیفہ کی وفات کے ساتھ ہی اگلے خلیفہ کے انتخاب تک وہ جماعت کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے- خلافت کے انتخاب کے لئے کوئی پراپیگنڈہ نہیں کیا جاتا- کوئی شخص خود اپنا نام پیش نہیں کر سکتا- مجلس انتخاب کے اراکین انسانی نقطہ نظر سے متقی ہوتے ہیں جو اپنے ذاتی مفادات کے مطابق ووٹ نہیں دیتے بلکہ اللہ کی خاطر ہی اُن کا عمل ہوتا ہے- اسی طرح کے انتخابات ہر جگہ ہوتے ہیں جہاں سے مقامی عہدیدار منتخب کئے جاتے ہیں اور پھر یہ بنیادی تربیت ایک عالمی مجلس کو جنم دیتی ہے-

حضور نے فرمایا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ بالواسطہ طور پر خلیفہ منتخب کرتا ہے اور مجھے بھی اُسی نے ۱۹۸۲ء میں خلیفہ بنایا تھا- اُس وقت مجلس انتخاب میں جو نام پیش ہوئے تھے ان میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا نام بھی شامل تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور عالمی عدالت انصاف کے صدر بھی رہ چکے تھے- اور میرے بڑے بھائی مرزا مبارک احمد صاحب کا نام بھی شامل تھا- لیکن کمیٹی نے مجھے ووٹ دیا تو اپنے تقویٰ کی وجہ سے دیا- اور میں حیران تھا کہ میں کیسے منتخب کر لیا گیا- لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جو عالمی سطح پر کام کرنے کی توفیق بخشی ہے اُس سے مجھے یقین ہے کہ یہ انتخاب اللہ کا ہی تھا-

☆ ایک ضمنی سوال کے جواب میں حضور انور نے بتایا کہ خلیفہ بننے سے قبل میرے فرائض میں دیہی علاقوں کے دورے کرنا تھے-

☆ اس سوال کے جواب میں کہ چونکہ اللہ نے ہر چیز کو کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے، پھر اُن سے محبت کیوں نہیں کی جاتی؟- حضور انور نے فرمایا کہ بعض چیزوں کو محبت نہ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے- مثلاً بہت سے ذہین جانوروں میں سے سانپ زیادہ ذہین ہے لیکن آپ سانپ سے محبت نہیں کرتے-

کولون مشن میں ہونے والی یہ مجلس سوال و جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس دورہ جرمنی کی آخری تقریب تھی- مجلس کے اختتام کے بعد حضور انور برطانیہ کے لئے واپس روانہ ہوئے-

جرمنی سے روانگی اور بیلجیئم میں قیام

۲۵ر مئی ۹۸ء کی شام کو جرمنی سے روانہ ہو کر رات ساڑھے دس بجے کے قریب حضور انور برسلز (بیلجیئم) کے احمدیہ مشن ہاؤس پہنچے جہاں نماز مغرب و عشاء باجماعت ادا کی گئیں- نماز کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے احباب میں تشریف فرما رہے اور مکرم سید حامد شاہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجیئم سے برسلز میں مسجد و مشن ہاؤس کے لئے زمین کی خرید کے متعلق استفسار فرمایا اور ہدایات سے نوازا- رات کو حضور کا قیام مشن ہاؤس میں رہا-

۲۶ر مئی ۱۹۹۸ء کو صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ایک بنگالی دوست مکرم فیروز احمد بائل صاحب نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر قبول احمدیت کا شرف حاصل کیا- یہ دوست قبل ازیں حضور انور کے دورہ بیلجیئم کے دوران منعقد ہونے والی مجالس سوال و جواب میں شامل ہو چکے تھے لیکن دلچسپی لینے کے باوجود احمدیت قبول نہیں کی تھی- بعد میں اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ ان کی راہنمائی فرمائی اور انہیں یہ سعادت بھی عطا فرمائی کہ حضور انور نے ان کی درخواست قبول فرماتے ہوئے ان سے بیعت لی اور دعا کروائی- اللہ تعالیٰ یہ اعزاز انہیں مبارک فرمائے اور ثبات قدم عطا فرمائے-

بیلجیم سے روانگی اور لندن میں تشریف آوری

قریباً ایک گھنٹے کے بعد حضور انور نے دعا کے ساتھ بیلجیئم سے برطانیہ تک کے اپنے سفر کا آغاز فرمایا اور فیری کے ذریعہ قبل از دوپہر بخیر و عافیت مسجد فضل لندن تشریف لے آئے- اللہ تعالیٰ حضور انور کے اس سفر کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہمیں حضور انور کی نصائح پر عمل کرنے اور اُن برکات کا مشاہدہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے جو خلافت کی اطاعت سے وابستہ ہیں-

حضور انور نے ازراہِ شفقت حسب ذیل افراد کو اِس سفر کے دوران اپنے قافلہ میں شمولیت کی سعادت عطا فرمائی: ۱- مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)- ۲- مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب- ۳- مکرم بشیر احمد صاحب- ۴- مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت) -۵- مکرم سخاوت احمد باجوہ صاحب- ۶- مکرم رانا نعیم الدین صاحب- ۷- مکرم نعیم احمد زاہد صاحب- ۸- خاکسار محمود احمد ملک-

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

بقیہ: جماعت احمدیہ کی قربانیاں از صفحہ ۱۰

بقیہ: جماعت احمدیہ کی قربانیاں از صفحہ ۱۰

ملک کی وفادار ہے۔ خطرہ تو ان بدقسمتوں سے ہے جو کلمہ کی توہین کرنے والے ہیں اور کلمہ بیچ کر کھا جانے والے ہیں۔

ایک اور انتہائی دردناک واقعہ

ایک اور انتہائی دردناک واقعہ جو ہمارے علم میں آیا وہ اس سے بھی زیادہ ظالمانہ ہے کہ ایک موقع پر جب پولیس نے بھی کلمہ مٹانے سے انکار کر دیا اور اس گاؤں کے سب مسلمانوں نے بھی صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز یہ کلمہ نہیں مٹائیں گے تو اس بدبخت مجسٹریٹ نے سوچا کہ عیسائیوں کو پکڑتا ہوں کہ وہ کلمہ مٹائے۔ چنانچہ ایک عیسائی سے کہا کہ وہ کلمہ مٹائے اس نے کہا کہ میں اپنے پادری صاحب سے پوچھے بغیر یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا کہ اچھا جاؤ اور پادری صاحب سے پوچھ لو۔ پادری نے یہ فتویٰ دیا کہ دیکھو اللہ سے تو ہمیں کوئی دشمنی نہیں ہے خدا کی وحدانیت کا تو ہم بھی اقرار کرتے ہیں اور وہ بھی۔ اس لئے کسی عیسائی کا ہاتھ لا الہ الا اللہ کو نہیں مٹائے گا ہاں جاؤ اور (نعوذ باللہ من ذلک) محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کو مٹا دو۔ اس بدبخت اور لعنتی نے یہ گوارا کر لیا کہ ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰﷺ کا نام ایک عیسائی سے مٹوا دے۔ مگر میں ان کو متنبہ کرتا ہوں اور خبردار کرتا ہوں کہ ہمارے خدا کو جس طرح اپنے نام کی غیرت ہے اسی طرح ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کی بھی غیرت ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ خود مٹنے کے لئے تیار ہو گئے تھے مگر خدا کے نام کو مٹنے نہیں دیتے تھے۔ ہمارا خدا نہ خود مٹ سکتا ہے نہ محمدؐ کے پاک نام کو کبھی مٹنے دے گا۔ اس لئے اے اہل پاکستان! میں تمہیں خبردار اور متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم میں کوئی غیرت اور حیا باقی ہے تو آؤ اور اس پاک تحریک میں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ، کلمہ، اس کی عزت اور اس کی حرمت کو قائم کرو اور دنیا کے کسی آمر اور کسی آمر کی پولیس اور فوج سے خوف نہ کھاؤ۔ یہ وقت ہے اپنی جان کو خدائے جان آفریں کے سپرد کرنے کا۔ یہ وقت ہے خدا کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے کا، یہ وقت ہے یہ ثابت کرنے کا کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے، اور دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، اور آپ کی عزت اور ناموس پر کسی کو حملہ نہیں کرنے دیں گے۔

پس اے اہل پاکستان! اگر تم اپنی بقا چاہتے ہو تو اپنی جان، اپنی روح، اپنے کلمہ کی حفاظت کرو۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اس کلمہ میں جس طرح بنانے کی طاقت ہے اسی طرح مٹانے کی طاقت موجود ہے۔ یہ جوڑنے والا کلمہ بھی ہے اور توڑنے والا بھی مگر ان ہاتھوں کو توڑنے والا ہے جو اس کی طرف توڑنے کے لئے اٹھیں۔ اللہ تمہیں عقل دے اور تمہیں ہدایت نصیب ہو"۔

جلسہ سالانہ برطانیہ پر تشریف لانے والے مہمانان کرام سے

ضروری گزارش

جلسہ سالانہ برطانیہ پر آنے والے احباب سے ایک ضروری گزارش ہے کہ وہ جلسہ کے لئے روانہ ہونے سے پہلے اپنے ملک سے ہیلتھ انشورنس (Health Insurance) (جو ہر پہلو پر محیط ہو) کروا کر آئیں۔ یہاں نیشنل ہیلتھ سروس بیشتر ممالک کے باشندوں کو پوری سہولیات مہیا نہیں کرتی سوائے یورپین کمیونٹی اور چند مشرقی یورپی ممالک کے۔ یہاں پر علاج بہت مہنگا ہے۔ ہسپتال میں رہنے کا صرف ایک ایک دن کا خرچ تین صد پاؤنڈ یا اس سے بھی زائد ہے۔

اسی طرح وہ احباب جو کسی بیماری کی وجہ سے باقاعدہ مستقل طور پر ادویہ کا استعمال کرتے ہیں وہ پورے عرصہ کے لئے اپنی ادویہ ہمراہ لے کر آئیں۔ یہاں پر دوائیاں بھی بہت مہنگی ہیں۔ تاہم جلسہ سالانہ پر متعین ہمارے ڈاکٹر صاحبان انشاء اللہ ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کریں گے۔

خاکسار
عبدالباقی ارشد
(افسر جلسہ سالانہ یو کے)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اعزاز

روزنامہ "الفضل" ۲۴ر فروری ۹۸ء کے مطابق مکرم ڈاکٹر مقصود الحسن نوری صاحب کا نام انٹرنیشنل WHO'S WHO آف پروفیشنلز ۱۹۹۸ء میں شامل کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اس اعزاز پر خوشی کا اظہار فرمایا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے عاجز بندوں پر ایک رحمت اور فضل قرار دیا ہے۔

-......☆......☆......☆......-

محترم مجیب الرحمٰن صاحب کا انٹرویو

محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ برہمن بڑیہ (بنگلہ دیش) میں ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ ابھی چھ ماہ کے تھے تو آپکے والد محترم مولانا ظل الرحمان صاحب مربی سلسلہ نے آپکی والدہ کو مستقل رہائش کیلئے قادیان بھجوادیا۔ چنانچہ آپ نے قادیان میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کا ایک پوسٹل انٹرویو روزنامہ "الفضل" ۱۰ر فروری ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔

محترم مجیب الرحمٰن صاحب ۱۹۸۰ء سے بحیثیت امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی خدمت بجالارہے ہیں۔ آپ نے ۷۴ء میں مسجد بیت الحمد مری روڈ راولپنڈی کے مقدمہ کی پیروی سے جماعتی خدمات کا باقاعدہ آغاز کیا۔ ۷۸ء میں ڈیرہ غازیخان کی مسجد کے مقدمہ کی پیروی ہائیکورٹ میں کی۔ ۱۹۷۸ء میں شوریٰ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے رکن مقرر ہوئے اور صدر انجمن احمدیہ کے قواعد و ضوابط کی تدوین میں خدمت بجا لائے۔ فقہ احمدیہ حصہ اول کی تدوین فقہ کمیٹی میں بھی خدمت کا موقعہ ملا اور مسودہ کو موجودہ شکل میں مدوّن کرنے کی سعادت ملی۔ ۷۷ء اور ۷۸ء کے جلسہ ہائے سالانہ کے موقع پر شبینہ اجلاسات میں اسلام اور مذہبی آزادی کے عنوان پر تقاریر کرنے کا موقع ملا۔ ۷۹ء سے ۸۳ء تک ہر سال جلسہ سالانہ میں مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔ ۱۹۸۰ء سے مجلس افتاء کے رکن بھی ہیں۔ مختلف سالوں میں باری باری مجلس تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے رکن بھی نامزد ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں مقدمہ داخل کرنے اور پیروی کرنے کی توفیق پائی اور عدالت کے فیصلوں میں مندرجہ اعتراضات کے جواب میں ضمیمہ موجبات اپیل کے نام سے کتاب علمائے سلسلہ کے تعاون سے تیار کی۔ پھر ساہیوال اور سکھر کے مقدمات میں فوجی عدالتوں میں پیروی کا موقعہ ملا اور اس کے علاوہ بھی بہت سے مقدمات میں اسیران راہ مولا کی خدمت کی توفیق پائی۔ ۹۳ء میں سپریم کورٹ میں بنیادی حقوق کے مقدمہ کی پیروی کرنے والی وکلاء کی ٹیم کے رکن رہے۔ طاہرالقادری کے کھلے خط کے جواب میں ایک کتابچہ شائع کیا۔ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے بارے میں بھی ایک انگریزی کتابچہ تحریر کیا۔ جنوبی افریقہ کے عدالتی فیصلہ کے بارے میں پاکستانی اخبارات کے جھوٹے اور گمراہ کن پراپیگنڈہ کے جواب میں ایک کتابچہ شائع کیا۔ ۷۶ء اور ۹۷ء کی جیورسٹ کانفرنس میں مقالے پڑھنے کا موقعہ بھی ملا۔ انگلستان، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، امریکہ، کینیڈا اور جاپان میں انسانی حقوق کے حوالے سے تفصیلی دورے کئے۔ منی سوٹا یونیورسٹی امریکہ میں قانون کے طلبہ سے خطاب کرنے کا موقعہ بھی ملا اور جرمنی کی ایک عدالت میں اٹھارہ گھنٹے تک بطور ایک ایکسپرٹ گواہ کے بیان ریکارڈ کروانے کی توفیق بھی پائی۔ سوئٹزرلینڈ اور کینیڈا میں امیگریشن بورڈ کے سامنے قانونی مسائل کی وضاحت کا موقعہ بھی ملا۔ جنیوا میں ہیومن رائٹس کمیشن میں بطور مبصّر شرکت کی۔ جماعتی وفود میں شامل ہوکر بنگلہ دیش اور جلسہ سالانہ قادیان ۹۱ء پر جانے کے بھی مواقع ملے۔

وفاقی شرعی عدالت کے مقدمہ کے دوران آپ نے جس بے خوفی سے جماعتی مؤقف کو عدالت کے سامنے پیش کیا اُس پر حضور انور نے اپنے ایک خط میں آپ کو تحریر فرمایا "آپ کے بارے میں تو ہر طرف سے یہ خبریں اُڑاُڑ کر پہنچتی رہیں کہ احمدیت کے ایک شیر ببّر کی طرح گرجتے اور دشمن کے پتے پانی کرتے رہے اور الٰہی تائید اس شان کے ساتھ رہی کہ آپ کے رعب اور بے خوف حاضر جوابی سے عدالت بھی سہم جاتی رہی"۔

-......☆......☆......☆......-

احمدی مائیں

محترمہ حبیب النساء بیگم صاحبہ حضرت مولوی فرزند علی صاحب سابق امام مسجد فضل لندن کی بیٹی اور مکرم شیخ سلامت علی صاحب کی اہلیہ تھیں۔ آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادے مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ، روزنامہ "الفضل" ۱۰ر فروری ۹۸ء میں رقمطراز ہیں کہ محترمہ حبیب النساء صاحبہ ۱۴ر مارچ ۷۲ء کو صرف ۲۴ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی بیماری کے آخری ایام میں آپکے گھر جاکر عیادت فرمائی اور وفات پر آپ کا جنازہ پڑھایا اور جنازہ کو کندھا دیا۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

محترمہ حبیب النساء بیگم صاحبہ کو جب علم ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ خواتین کے لئے ایک خاص مدرسہ قائم فرمانے والے ہیں تو آپ نے حضورؓ کی خدمت میں خط لکھ کر داخلہ کی اجازت حاصل کی۔ ۱۷ر مارچ ۲۵ء کو مدرسہ کا افتتاح عمل میں آیا اور آپ پانچویں نمبر پر داخل ہوئیں۔ اور مختصر مدت میں اپنی محنت، شوق اور ذہانت سے اعلیٰ کامیابیاں حاصل کیں۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے بہت ہی خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے مصر کا طبع شدہ قرآن کریم اپنے دستخط کرکے بطور انعام مرحمت فرمایا۔

-......☆......☆......☆......-

محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری

ماہنامہ "خالد" ربوہ میں شعرائے احمدیت کے تعارفی سلسلہ میں مکرم میر انجم پرویز کے قلم سے محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کے حالاتِ زندگی و ادبی خصوصیات فروری ۹۸ء کے شمارہ میں شامل اشاعت ہیں۔ محترم مولانا صاحب ۱۵ر جون ۱۹۱۵ء کو موضع بھڈیار، ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے اور چھ سال کی عمر میں مستقل امرتسر منتقل ہوگئے جہاں آپ کی دینی تعلیم کے لئے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت حکیم جان محمد صاحبؓ کے سپرد کردیا گیا جو وہاں حکمت کی دوکان کرتے تھے۔ انہوں نے آپ کو ناظرہ قرآن پڑھایا اور نماز اور کتابت وغیرہ بھی سکھائی۔ دس سال کی عمر میں امرتسر کے ایک پرائمری سکول میں داخلہ لیا اور فراغت کے بعد ۱۹۲۷ء میں آپ کے والد آپ کو قادیان لے گئے جہاں سے ۱۹۳۶ء میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرلیا اور آپ کا تقرر ادارہ الفضل میں بطور نائب کے ہوا۔ ۶ر مئی ۳۷ء کو فلسطین روانہ ہوئے جہاں احمدیہ سکول کے انچارج کے طور پر خدمت بجالائے۔ ۳۸ء سے ۴۰ء تک نائب امام مسجد فضل لندن فرائض ادا کئے۔ ۲۶ر فروری ۴۰ء کو سیرالیون تبدیل ہوگئے۔ ۵۷ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ ۵۹ء میں لائبیریا بھجوائے گئے۔ ۶۰ء میں واپس پاکستان آئے اور ۶۲ء تک جامعہ احمدیہ میں استاد رہے اور کچھ عرصہ وکالت تبشیر میں بھی کام کیا۔ مئی ۱۹۶۲ء میں احمدیہ مشن سنگاپور بھجوائے گئے جہاں سے ۶۶ء میں واپس آئے اور ۷۰ء میں بطور مبلغ فجی میں تقرر ہوا جہاں سے ۷۳ء میں واپسی پر نظارت تصنیف اور بعض دیگر اداروں میں کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بطور مربی سلسلہ پشاور اور لاہور میں بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ ۷۸ء میں آپ کو کمزوری صحت کے باعث ریٹائر کردیا گیا۔

دوران طالبعلمی ہی میں محترم مولانا محمد صدیق صاحب نے حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحبؓ کے توجہ دلانے پر پہلے نثر اور پھر نظم میں بھی اپنے خیالات کا اظہار شروع کردیا۔ ایک حادثہ میں آپ کی بیاض کھو گئی جس کی وجہ سے آپ نے شعر کہنا ترک کردیا لیکن جب ۱۹۶۲ء میں آپ کو بطور مبلغ ملائشیا بھجوایا گیا تو عزیزوں کی جدائی کے احساس سے آپ کی طبیعت پھر شعر و سخن کی طرف مائل ہوگئی اور اس کے بعد آپ نے ہزاروں اشعار کہے جو سلسلہ کے اخبارات و رسائل کی زینت بنتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے علمی کام کا آغاز کیا تو "روح پرور یادیں"، "نغماتِ صدیق" اور "دل کی دنیا" جیسی کتابیں مرتب کیں۔ آپ کی شاعری سلاست و روانی کا مرقع ہے۔ نمونہ کلام ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔

ہے تیرے دیں کیلئے وقف زندگی میری
مرے حبیب مزی جاں، وفا شعار ہوں میں
نہ خوف نارِ سقر ہے نہ طمع خلدِ بریں
فقط رضا کے لئے تیری، بے قرار ہوں میں

دعا جب ہمسفر نہیں ہوتی
کوئی منزل بھی سر نہیں ہوتی
دل سے نکلی ہوئی خدا کے حضور
التجا بے اثر نہیں ہوتی
ذکر مولیٰ میں جو گھڑی گزرے
وہ کبھی بے ثمر نہیں ہوتی
درد و دکھ میں کوئی دوا صدیق
جز دعا کارگر نہیں ہوتی

کامل نہ سہی عشق اپنا مگر اس دلبر جانی کی خاطر
جب جان کی بازی لگتی ہے ہم جان بھی ہارا کرتے ہیں

-......☆......☆......☆......-

فرقہ پرستی کا زہر

پاکستان کے بعد اب بھارت میں بھی دیوبندی فرقہ پرستی کا زہر پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ جمیعۃ العلمائے ہند کے صدر نے ایک نام نہاد تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں ۱۴ر جون ۹۷ء کو حکومت ہند کے پاس ایک قرارداد کے ذریعے دردمندانہ التجا کی کہ احمدیوں کو پاکستان کی طرح ہندوستان میں بھی غیر مسلم قرار دیا جائے اور انہیں کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور عبادتگاہوں کو مسجد کہنے سے روکا جائے۔ اس شرانگیزی اور فتنہ پروری کے جواب میں ہفت روزہ "بدر" کے ادارتی کالموں کا ایک تسلسل ۱۹ر فروری ۹۸ء کے شمارہ سے مکمل حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا جاتا رہا ہے۔

-......☆......☆......☆......-

ایک شرمناک جھوٹ

"بدر" ۱۹ر فروری ۹۸ء کی ایک خبر (مرسلہ مکرم منیر احمد بانی صاحب) ملاحظہ فرمائیں :

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم و مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے مطابق ۸۹ء میں قادیانی جماعت کے مناظر و مربی چودھری برکت اللہ محمود سکنہ ربوہ نے مرزائی و مسلم متنازعہ مسائل پر تین گھنٹے کی گفتگو کے بعد مولوی اسماعیل کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا"۔ (یہ تحریر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطبوعہ پیڈ پر دفتری مہر کے ساتھ جاری کی گئی ہے)۔

امر واقعہ یہ ہے کہ محترم مولانا برکت اللہ محمود صاحب ۶۸ء سے ۸۱ء تک ملتان میں مربی سلسلہ متعین رہے۔ پھر لاہور تبادلہ ہوا جہاں ۸۲ء میں وہ ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔...... مگر ایک دروغ گو کو دعویٰ ہے کہ اس نے مرحوم مغفور کو ان کی وفات کے ۷ سال بعد دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل کرلیا۔ لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین۔

MTV Muslim AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

24/07/98 - 30/07/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 24th July 1998
29 Rabi-ul-Awal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Yassarnul Quran No. 3 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.270
02.10 Quiz Programme: 'History of Ahmadiyyat' Part No. 50
03.00 Urdu Class (R)
04.15 Learning Arabic: Part 1
04.50 Homoeopathy Class - No.146 (R)
06.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner : Yassarnul Quran Lesson No. 3
07.10 Pushto Item: Darsul Hadith
07.30 Pushto Prog: Speech By Arshad Ahmad Khan Sahib
08.05 From the Archives: "Tabarrukaat" Speech by Hadhrat Maulana Abul Ataa Sahib Jalsa Salana Rabwah
08.35 Liqaa Ma'al Arab - Lesson 270
09.35 Urdu Class - (R)
10.40 Computers for Everyone, Part 69
11.20 Bengali Service: "No Compulsion in religion"
12.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.45 Nazm, Darood Shareef.
13.00 Friday Sermon by Huzoor LIVE From Fazl Mosque London
14.05 Documentary: Highlights of Jalsa Salana 1984-1996
14.40 Rencontre Avec Les Francophones :Rec: 20.07.98
15.40 Liqaa Ma'al Arab: (New) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.50 Friday Sermon by Huzoor (R)
18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class (New)
19.40 German Service:
20.40 Children's Corner with Huzur Class No. 97, Part 1
21.15 Medical Matters: Host Dr. Mujeeb -ul-Haq Sahib
21.45 Friday Sermon (R) Rec: 24.7.98
22.50 Rencontre Avec Les Francophones Rec: 20.07.98

Saturday 25th July 1998
30 Rabi-ul-Awal

00.05 Tilawat, Dars Hadith, News
00.35 Children's Class with Huzoor Class No. 97, Part 1 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab with Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec 21.7.98
02.10 Friday Sermon (R) Rec 24.07.98
03.15 Urdu Class : (New)
04.20 Computers For Everyone, Pt 69
04.55 Rencontre Avec Les Francophones Rec: 20.07.98 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: with Huzoor Class 97, Part 1 (R)
07.20 Saraiky Programme: Quiz on Seerat-un-Nabi- Itfalul Ahmadiyya, Pakistan
07.50 Darsul Hadith: (Saraiky)
08.00 Medical Matters: Host Dr. Mujeeb-ul-Haq Sahib
08.30 MTA Variety: Discussion on basic human rights with non Ahmadi Lawyers
09.00 Liqa Ma'al Arab Rec. 21.07.98
10.00 Urdu Class (New)
11.15 MTA Variety : "Shajre Phul"
12.00 Tilawat, News
12.35 Learning Danish: Lesson No. 2
13.05 Indonesian Hour: Children's Corner & more..............
14.05 Bengali Programme: The Institution of Khilafat & more.....
13.00 Children Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (New)
16.00 Liqaa Ma'al Arab (New)
17.20 Tafseer ul Kabir: M. Adilbi Sb
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: (New)
19.30 German Service:
20.30 Children's Corner: Quran -e- Karim Quiz, Part 16 (Rabwah)
21.05 Q/A Session with Huzoor. Part 1 Rec. 21.10.95 *(2nd Part will be shown on 8.8.98)*
22.20 Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec.25.7.98
23.25 Learning Danish: No. 2 (R)

Sunday 26th July 1998
1 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran -e- Karim Quiz, Part 16 (Rabwah)
01.30 Liqa Ma'al Arab (New)
02.35 Canadian Horizons: Host Naseem Mehdi Sahib
03.15 Urdu Class: (New)
04.20 Learning Danish - Lesson 2
04.50 Children's Class With Hazur Rec 25.07.98
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News.
06.40 Children's Corner: Quran -e- Karim Quiz, Pt 16 (Rabwah)
07.15 Friday Sermon by Huzoor Rec : 24.07.98
08.30 Q/A Session with Huzoor : Rec 21.10.95 Part 1
09.50 Liqa Ma'al Arab. (New)
10.55 Urdu Class (New)
12.00 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese, Lesson No. 90
13.10 Indonesian Hour: Darsul Hadith & more....................
14.15 Bengali Service: Divine Khilafat and our duties & more...........
15.15 Mulaqat with Huzoor (New) With English Speaking Guests
16.20 Liqa Ma'al Arab : (New)
17.35 Albanian & Bosnian Q/A with Hazur: Rec: 01.06.95 Part 1, Germany
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.35 Urdu Class: (New)
19.40 German Service :
20.40 Children's Corner: Children's Workshop No. 9
21.20 Dars-Ul-Quran: No. 1 : With Huzoor. Rec. 31.12.97
22.45 MTA Variety: Hua Main teray fazlon ka munadi
22.55 Learning Chinese, Lesson No. 90
23.25 MTA Variety : Speech by Mahmood Mujeeb Asgher Sahib

Monday 27th July 1998
2 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35 Children's Corner: Children's Workshop, No. 9
01.10 Liqaa Ma'al Arab (New)
02.15 MTA USA: Host: Abdul Shakoor Ahmad Sahib
03.20 Urdu Class: (New)
04.25 Learning Chinese, Lesson No. 90
04.55 Mulaqat with Huzoor of English speaking guests (New)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Workshop, No. 9
07.20 Dars-ul-Quran: No. 1 By Huzoor. Rec. 31.12.97
08.50 Liqaa Ma'al Arab: (New)
09.55 Urdu Class (New)
11.00 MTA Sports: Volley Ball Final - Rabwah vs Lahore
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian - Lesson 66
13.05 Indonesian Hour: Study Japanese & more.....
14.10 Bengali Programme: Lecture competition by Lajna Dhaka & more..................
15.10 Homeopathy Class with Huzoor, Class No. 147 Rec. 28.03.96
16.15 Liqa Ma'al Arab: With Hadhrat Khalifatul Masih IV Session 271
17.15 Turkish Programme: Medyadan Secmeler
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class (R)
19.30 German Service:
20.35 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 97, Part 2
21.05 Rohani Khazaine:
21.45 MTA Variety: Speech by Mohammad Azam Akseer Sahib
22.15 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 147 (R)
23.20 Learning Norwegian, No. 66

Tuesday 28th July 1998
3 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 97 Part 2 (R)
01.15 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.20 MTA Sports: Volley Ball Final Rabwah vs Lahore (R)
03.05 Urdu Class: (R)
04.10 Learning Norwegian - No. 66
04.55 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson No. 147
06.00 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 97, Part 2
07.10 Pushto Programme: Friday Sermon of Huzoor, Rec. 24.01.97
08.15 Islamic Teachings: Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.05 Urdu Class - (R)
11.10 Medical Matters: Medical Facilities in Rabwah Part 1
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson 13
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of Huzoor Rec 26.11.96
14.10 Bengali Service: Discussion on Khatam-un-nabiyeen SAW & more......................
15.10 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec 28.07.98
16.20 Liqa Ma'al Arab (R)
17.30 Norwegian Programme: Documentary Children's Ski Tour
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: (R)
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner : Yassarnul Quran : Lesson No. 4
20.55 Childrens Corner: Various Programmes by Waqfeen-e-nau Rabwah - Session No. 3
21:35 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. (New) Rec: 28.07.98
23.10 MTA Variety: "Punjab Key Ravaitee Tofey"
23.20 Learning French: Lesson 13

Wednesday 29th July 1998
4 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner : Yassarnul Quran Lesson No. 4
01.10 Childrens Corner: Various Programmes by Waqfeen-e-nau Rabwah - Session No. 3
01.35 Liqaa Ma'al Arab, (R)
02.35 Medical Matters: Medical Facilities in Rabwah (R)
03.10 Urdu Class: (R)
04.15 Learning French: Lesson No. 13
04.45 Tarjumatul Quran Class With Huzoor, (New) Rec 28.07.98
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Yassarnul Quran : Lesson No. 4
07.10 Childrens Corner: Various Programmes by Waqfeen-e-nau
07.35 Swahili Programme: "Womens Position In Islam"
08.25 Hamari Kaenat
09.15 Liqaa Ma'al Arab, (R)
10.15 Urdu Class: (R)
11.25 MTA Variety: Urdu Adab ka Ahmadiya Dabistan
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Turkish, Lesson No. 9
13.05 Indonesian Hour: Darsul Hadith & more.....................
14.10 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor. Rec 23.01.98
15.15 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. (New) Rec 29.07.98
16.20 Liqaa Ma'al Arab, (R)
17.25 French Programme: Children's Class from Belgium, Part 8
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25 Urdu Class, (R)
19.30 German Service:
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor, No. 98, Part 1
21.00 MTA Life Style - Lajna Magazine Part 4
21.35 Tarjumatul Quran class with Huzoor. (New) Rec 29.07.98
22.35 Learning Turkish, Lesson No. 9
23.05 MTA Variety: Exhibition Organised by Khudamul Ahmadiyya Rabwah, Pakistan

Thursday 30th July 1998
5 Rabi-ul-Sani

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor. (R) No. 98 Part 1
01.15 Liqa Ma'al Arab, (R)
02.20 Canadian Desk: Tech Talk, No. 12, Host: Ch. A. Ahmad Sahib
02.50 Urdu Class, Lesson (R)
03.55 Learning Turkish, Lesson No. 9
04.25 MTA Variety: A Short Documentary
04.45 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec 29.07.98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner: Mulaqat with Huzoor (R) No. 98, Part 1.
07.15 Sindhi Programme: Friday Sermon with Huzoor (17.05.96)
08.15 MTA Lifestyle: Lajna Magazine
08.50 Liqa Ma'al Arab: (R)
10.00 Urdu Class, (R)
11.05 Quiz - History of Ahmadiyyat Part No. 51
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic : No.2
12.45 Indonesian Hour: Darsul Quran
13.50 Bengali Service: Q/A Session with Huzur, Rec : 20.10.94 Held in New York
15.05 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 148, Rec: 03.04.96
16.10 Liqa Ma'al Arab, (R)
17.15 Swedish Program: Meeting with Dr. Ake Sander
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.15 Urdu Class, (R)
19.25 German Service:
20.25 Children's Corner: Yassarnal Quran: Lesson No. 5
20.40 From The Archives: Tabarrukat Speech by Abul Atta Sahib J/S 1974, Rabwah, Pakistan
21.30 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 148. Rec: 04.03.96
22.40 Documentary : Inspection of Jalsa Gah by Hazur Jalsa Salana 1998 - United Kingdom
23.40 Learning Arabic, Part 2

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, July 24, 1998 No. 30

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

پاکستان کی افسوسناک صورتحال

ملک کے نامور ادیب اور فاضل مصنف جناب جمیل احمد صاحب عدیل کے قلم سے روزنامہ "دن" (مورخہ ۱۳/ مارچ ۱۹۹۸ء صفحہ ۶) میں پاکستان کی روح فرسا کیفیت پر ایک حقیقت افروز مضمون سپرد اشاعت ہوا ہے جس سے بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہاں اسلام کے نام پر کس بے دردی سے خون بہایا جارہا ہے۔ جناب عدیل "عذاب ناچ رہے ہیں اجل کے عارض پر" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

"اخبارات پڑھے نہیں جاتے، دہشت گردی، قتل، ڈاکے، اغوا، حادثات، آبروریزی، یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ وہ کون لوگ ہیں جو انسانوں کا خون بہا کر خوش ہوتے ہیں، دل نہیں مانتا کہ وہ پاکستانی ہیں، یقین نہیں آتا کہ ان کی نبی آخرالزمان ﷺ سے کوئی نسبت ہے۔ اسلام تو سلامتی کا گھر ہے، جو اس چاردیواری میں پناہ کا طلب گار ہوا اسے امان ہے، وہ ہر شہر سے مامون ہو گیا، اسے تحفظ کی شفیق آغوش نصیب ہو گئی، یہی ہماری تاریخ ہے، یہی ہمارا تابناک ماضی ہے، یہی ہماری درخشاں روایت ہے جس پر ہمیں فخر کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔

مذہب کے مقدس نام پر جب انسانی لہو بہایا جا رہا تھا تو اللہ نے اپنے آخری نبی محمد عربی ﷺ کو مبعوث فرمادیا اور قیامت تک کے انسانوں کو یہ نوید سنادی گئی کہ 'میں تمام جہانوں کے لئے رحمت ہوں'۔ گویا جو مجھ سے تعلق قائم کرے گا وہ بھی باعث رحمت ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسلمان باعث رحمت ہیں یا موجب اذیت؟ جواب بڑا سیدھا ہے اگر ہم باعث رحمت نہیں تو ہمارا اپنے پیارے نبی ﷺ سے کوئی تعلق نہیں اور یہ بدبختی کی انتہا ہے۔

جس طرح رسم اذاں رہ گئی ہے، روح بلالی عنقا ہو گئی ہے اسی طرح شاید ہم بھی نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ صرف مردم شماری والے مسلمان، ہمارا ہر عمل چیخ چیخ کر شہادت دے رہا ہے کہ ہماری سید الانبیاء ﷺ سے کوئی نسبت نہیں، کیونکہ اس سلامتی کے داعی کا فرمان ہے مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر ہمارے ہاتھ آزاد ہیں بندوق کی گولی چلانے کے لئے، ہماری زبانیں آزاد ہیں دشنام کے شعلوں سے مخاطب کو بھسم کرنے کے لئے۔

اس المناک صورت حال پر افسوس صد افسوس اس لئے بھی ہے کہ وطن عزیز کے اسلامیان جو "خدمت" انجام دے رہے ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کیا باقی دنیا میں مسلمان نہیں بستے؟ کیا وہ بھی ہماری طرح مخالفین کی گردنیں تن سے جدا کرنے کے لئے یوں کمر بستہ رہتے ہیں؟ ایسی ہولناک اطلاعات تو کہیں سے نہیں آرہیں؟۔ آخر اس مملکت خداداد کے باسیوں نے اس انتہا پسندی کو کیوں اپنا لیا ہے؟ اسلام کے پاکیزہ نام پر قائم ہونے والے اس ملک کو دشمنوں نے تادم ایں دل سے قبول نہیں کیا۔ یہی سبب ہے کہ ہنود، یہود اور نصاریٰ کے ائمۃ الکفر اس کے وجود کے بالخصوص درپے ہیں۔ ہمارا المیہ یہ بھی ہے کہ ہم اتنے برے نہیں جتنے سادہ بلکہ سادہ لوح ہیں۔ اس بین الاقوامی سازش کی جلی حروف میں لکھی ہوئی عبارت کو پڑھنے سے قاصر ہیں جس کا ایک ایک لفظ گواہی دے رہا ہے کہ پاکستان ناقابل برداشت ہے، اسے حرف غلط کی طرح مٹانا ہمارا نصب العین ہے اور اپنے مقصد حیات کے لئے انہوں نے خود کو وقف کیا ہوا ہے۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کر کے ان کے ناپاک ارادے حوصلے کی قوت حاصل کر چکے ہیں۔ مگر اب جنگ کا انداز بدل چکا ہے۔ ایک طرف ثقافتی یلغار کے حربے استعمال کر کے انہوں نے ہمارے اعصاب نحیف کر دئے ہیں۔ اب ہمارا طرز احساس ان کا غلام ہے۔ نکیل ان کے ہاتھ میں ہے جدھر چاہتے ہیں ہمارے رخ کو بدل دیتے ہیں۔ ڈش انٹینا کے ذریعے ہمارے گھروں میں نقب لگانے والے ان گھروں سے خوفزدہ ہیں جہاں ہم خدائے وحدہ لاشریک کے حضور جھکتے ہیں۔ سو ایک خاص حکمت عملی طے کر لی گئی ہے کہ ان کی عبادت گاہوں کو مقتل بنادو، اس میں انہیں کامیابی ہوئی۔ اب مسجد مقام خوف ہے، خطرے کا مکان ہے۔ وہ مسجد، وہ امام بارگاہ جو امن کی جگہ ہے، حرم ہے، جہاں جانور کو بھی ہلاک کرنے سے منع کیا گیا ہے وہاں انسانی اعضاء، گوشت کے لوتھڑوں کی صورت میں تڑپ رہے ہیں۔ کیا طاغوتی چال چلی گئی ہے؟ صرف اور صرف فرقہ پرستی کی۔ وہی انگریز صاحب بہادر کا زریں اصول "لڑاؤ اور حکومت کرو" ایسی ایسی بحثیں متعارف کروائیں کہ اصل ابلیس بھی انگشت بدنداں ہو گیا اور پھر ان مباحث کو وجہ نزاع بنا کر جذبات کو ایکسائٹ کیا گیا اور اس حد تک کیا گیا کہ تحریری اور زبانی مناظرے محاذ جنگ میں بدل گئے۔ اسلحہ مہیا کیا گیا، تربیت مہیا کی گئی، سینے مہیا کئے گئے، دشمنوں کو جنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم خود اس کا کام اپنے ہاتھوں سے کر رہے ہیں۔ پگھلا ہوا سیسہ بچوں، بوڑھوں اور جوانوں کی چھاتیوں میں منتقل کر رہے ہیں، ہم نادان ہیں، ہم نہیں جانتے، ہم نہیں سمجھتے، ہم کیا ظلم کر رہے ہیں، ہمیں نہیں خبر ہم کس حسرت ناک انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ "دن" ۱۳/ مارچ ۱۹۹۸ء صفحہ ۶)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

معاملہ صاف رکھیں گے۔ حضور نے تاجروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا حق اس منافع سے نکلنا چاہئے جو تجارتی منافع ہو۔ جو بقیہ ہے اسے پھر تجارت میں خرچ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ اس میں بہت برکت دے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایسے لوگ جو اس تنبیہ سے واپس لوٹے ہیں ان سے میری محبت ایک بے اختیار چیز ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف احادیث نبویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ اپنے بندہ کے اس پر ظن کے مطابق سلوک فرماتا ہے۔ اور جو خدا کی طرف ایک بالشت بڑھے خدا ایک گز اس کے قریب ہوتا ہے اور جو اس کی طرف چل کر جائے وہ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا جماعت احمدیہ اپنے رب پر یہ حسن ظن نہ رکھے کہ خدا اس کی طرف دوڑتا ہوا چلا آئے۔ جس طرف خدا دوڑتا ہوا جائے گا ساری کائنات اسی طرف دوڑے گی۔ تمام دنیا کے دل اسی طرف مائل کئے جائیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بظاہر پیسوں کی باتیں تھیں مگر ہرگز محض پیسوں کی باتیں نہیں۔ اگلے زمانوں کی ضرورتیں ہیں جنہیں ہم نے بہر حال پورا کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے اور ان کی ضروری وضاحتیں بھی فرمائیں جن میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں گناہ اور کمزوریوں کے انسان سے سرزد ہونے کی فلاسفی اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے مضمون پر نہایت عارفانہ رنگ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دم کے گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے۔

خطبہ کے آخری حصہ میں حضور نے اپنی صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ کی شادی کے طلاق پر منتج ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہ میں اس لئے جماعت کو بتا رہا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر امانت ہے جو مجھے بہر حال ادا کرنی ہے۔ اور جماعت کی بھی امانت ہے۔ حضور نے اس کی تفصیل سے وضاحت بیان فرمائی اور بتایا کہ شروع سے ہی مجھے اس رشتہ کی کامیابی پر یقین نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ باوجودیکہ پہلے دن سے ہی میرے دل میں یہ بات گاڑ دی گئی تھی کہ یہ رشتہ ہرگز مناسب نہیں۔ اس کے بعد میرا بچی کو اُس گھر میں رخصت کرنا بنیادی غلطی تھی جس کی طبعی سزا ملنی تھی۔ جو دعائیں قبول نہیں ہوئیں تو اس لئے کہ اللہ کے نزدیک ان کا قبول ہونا مناسب ہی نہیں تھا۔ حضور نے رخصتی کے پس منظر اور اس موقعہ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان حالات میں بچی کا واپس آجانا اور کسی بندھن میں نہ باندھا جانا یہ اللہ کا فضل ہے۔

حضور نے اس معاملہ کے مختلف اہم پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جتنے بھی جلسہ پر آنے والے ہیں وہ اس نصیحت کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں کہ اس بارہ میں ہرگز ایسی چہ میگوئیاں نہ کریں کہ جن کے نتیجہ میں جگہ جگہ جواب دینے پڑیں اور نہ ہی بچی کو رحم کی نظروں سے دیکھیں۔ ہرگز آپ کے رحم کی نہ صرف یہ کہ اسے ضرورت نہیں بلکہ اس سے بچی کو تکلیف پہنچے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ واقعۃً مجھ سے پیار رکھتے ہیں اور اس بچی سے پیار رکھتے ہیں تو اس بات کو ایسے دل سے نکال دیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ بالکل تعجب کی کوئی نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں۔ اپنی فکر کریں، اپنے بچوں کی فکر کریں، اپنے میاں اور اپنے عزیزوں کی فکر کریں مگر وہاں بھی ضرورت سے زیادہ فکر نہ کریں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق بخشے گا۔

نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ ایک بات جو خطبہ میں کہنے سے رہ گئی تھی یہ ہے کہ مجھے بھی آپ اپنی ہمدردیوں سے محفوظ رکھیں۔ نہ کسی خط کی ضرورت ہے اس موضوع پر اور نہ ملاقات کے دوران اس طرح دیکھیں کہ گویا آپ میرے لئے بہت ہمدردیاں رکھتے ہیں۔ یہ بات بجائے محبت پیدا کرنے کے اذیت کا موجب ہوگی اور لغو ہوگی۔ امید ہے آپ اس قصے کو کلیۃً ختم اور کالعدم سمجھیں گے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

ماہنامہ

انصار اللہ جرمنی کا ترجمان

الناصر

جرمنی

ایڈیٹر:- ملک رشید احمد طیب

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT GERMANY

جلد نمبر 4 نگران :- داؤد احمد کاہلوں ، صدر مجلس انصار اللہ جرمنی - ماہ وفا 1377ھش مطابق جولائی 1998ء شمارہ نمبر 7

قرآن کریم کے ایک حکم کو بھی ٹالنا قابل مؤاخذہ ہے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اُس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اِس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 336)

مجلس انصار اللہ کے زیر انتظام تبلیغی نشستوں کا کامیاب انعقاد

وسیع پیمانے پر جماعت کا تعارف - جرمن ، ترک اور البانین احباب کی شرکت

طویل علمی مجالس کے بعد انشراح صدر ہونے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعدد احباب کا قبول حق

مجلس انصار اللہ Nürnberg

ایک ناصر بھائی نے متعدد بار اپنے گھر پر تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا جس کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے ایک جرمن دوست نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت پائی۔

ایک البانین تبلیغی نشست کا اہتمام جماعتی طور پر کیا گیا جس کو کامیاب بنانے میں زعیم انصار اللہ نے بھرپور تعاون کرتے ہوئے تمام البانین کو بذریعہ ٹیلی فون نہ صرف مطلع کیا بلکہ اپنی کار کے ذریعہ ان کو نشست گاہ پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میٹنگ میں 3 البانین دوستوں کو بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرماتے ہوئے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مجلس انصار اللہ Augsburg

ناظم علاقہ مجلس انصار اللہ Bayern ریجن کی رپورٹ کے مطابق 2 انصار نے پیغام حق پہنچانے کے لئے 5 گھنٹے وقت دیا اور 2 انصار نے سٹال پر ڈیوٹی دی۔ ذاتی طور پر ایک ناصر بھائی نے اپنے زیر تبلیغ افراد کو لٹریچر دیا۔ ایک ناصر بھائی جو ٹیکسی ڈرائیور ہیں ہمہ وقت ڈیوٹی کے دوران تبلیغ میں مشغول رہ کر کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ بہت سے دوست ان کے زیر تبلیغ ہیں خاص طور پر ایک امریکن اور بعض الجزائری باشندے۔ دو ناصر بھائیوں نے مختلف قومیتوں کے افراد کی تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا۔

بعض ناصر بھائیوں نے انفرادی طور پر جرمن احباب کو قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر مہیا کیا۔ ترک دوستوں کو ترکی ترجمہ قرآن مجید پیش کیا گیا۔ جس کی انہوں نے بے حد تعریف کی اور اس ترجمہ کو مثالی قرار دیتے ہوئے اس کا ھدیہ بھی ادا کیا۔ بعض انصار نو مبائع دوستوں کو سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے اپنے ہمراہ لے کر گئے۔

تبلیغی سٹال پر 4 عدد بڑے سائز کے جرمن ترجمہ قرآن مجید اور 2 عدد چھوٹے سائز جرمن ترجمہ قرآن مجید فروخت ہوئے۔

(رپورٹ ناظم علاقہ Bayern ریجن)

☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆

مجالس انصار اللہ کی تعلیمی و تربیتی مساعی

مختصر جائزہ

زعیم صاحب مجلس انصار اللہ Mörfelden کی رپورٹ کے مطابق مجلس ہذا میں کافی عرصہ سے بچوں کی تعلیمی کلاس جاری ہے۔ یہ کلاس سوائے جمعہ کے سارا ہفتہ جاری رہتی ہے۔ سارا ہفتہ دینی تعلیم جس میں قرآن مجید ناظرہ اور نماز سادہ و باترجمہ سکھائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہفتہ و اتوار کو ساڑھے گیارہ بجے تا ساڑھے بارہ بجے اردو کلاس ہوتی ہے۔ اس کلاس میں ناصرات بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس کلاس میں تقریباً 25 بچے شامل ہوتے ہیں۔ کلاس کی کامیابی کا دارومدار ہمارے بزرگ ناصر بھائی مکرم حاجی غلام محی الدین صاحب صادق پر ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی فاصلہ سے آکر نماز سینٹر میں یہ کلاس لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی صحت و عمر میں برکت دے۔ آمین۔

☆ زعیم صاحب مجلس انصار اللہ Iserlohn کی رپورٹ کے مطابق مجلس ہذا میں تعلیمی و تربیتی کلاس باقاعدگی سے روزانہ شام 6 بجے سے 7 بجے شام تک ہوتی ہے۔ بچے بڑے شوق سے اس کلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ جن کی تعداد 13 ہے۔

☆ زعیم صاحب مجلس انصار اللہ Rödermark کی رپورٹ کے مطابق مجلس ہذا میں تعلیمی و تربیتی کلاس زعیم صاحب مجلس انصار اللہ کی رہائش گاہ پر ہوتی ہے۔ اس کلاس میں 9 اطفال اور 7 ناصرات حصہ لے رہی ہیں۔ اس کلاس میں نماز سادہ، نماز باترجمہ، احادیث، حفظ قرآن میں آخری 10 سورتیں اور سورۃ بقرہ کی پہلی 17 آیات یاد کروائی جارہی ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ احمدیت اور اشعار بھی یاد کروائے جارہے ہیں۔ ریجن بھر میں تعلیمی و تربیتی کارکردگی کے لحاظ سے مجلس نے نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے۔

اسی طرح ۳ مئی کو خدام الاحمدیہ Rödermark کی تربیتی پکنک پارٹی خاکسار کے زیر نگرانی منعقد ہوئی۔ جس میں کھیلوں کے علاوہ دیگر تعلیمی و تربیتی کاموں کی طرف بھی توجہ دی گئی اور آئندہ کے لئے پروگرام مرتب کئے گئے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔ (آمین)

☆ زعیم صاحب مجلس انصار اللہ Hannover کی رپورٹ کے مطابق جماعت سینٹر میں ہفتہ وار کلاس کا

باقی صفحہ 2 پر

مجلس فرینکفرٹ و بادہومبرگ کا مشترکہ تبلیغی سٹال

مؤرخہ 25 اپریل 1998ء بروز ہفتہ مجلس انصار اللہ فرینکفرٹ سٹی کی مساعی سے نزدیکی شہر Bad-Homburg میں ایک مثالی تبلیغی سٹال لگایا گیا۔ اس سٹال کو کلمہ طیبہ اور مختلف زبانوں کے بینرز سے مزین کیا گیا۔ اس پرکشش سٹال کی طرف لوگوں نے بھرپور توجہ دی۔ تمام اقوام کے افراد نے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے اسلام کے بارہ میں مختلف سوالات کئے۔ ان لوگوں میں اکثریت، جرمن، ترک اور عرب دوستوں کی تھی۔

ایک مصری دوست کے ساتھ وفات مسیح کے موضوع پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ اُن کے مطالبہ پر قرآن مجید کی متعدد آیات حوالہ کے طور پر پیش کی گئیں۔ اس مصری دوست نے مزید مطالعہ کے لئے مشن ہاؤس آنے کا وعدہ کیا۔ ان کے علاوہ جرمن لوگ بھی کافی تعداد میں سٹال پر تشریف لاتے اور وفات مسیح کے بارہ میں سوالات کرتے رہے۔ جب قرآن کریم کی حقانیت ان پر واضح کی جاتی تھی تو بعض جرمنوں کی گفتگو سے قرآن مجید کا احترام ظاہر ہوتا تھا۔ بعض جرمنوں نے قرآن مجید کے نسخے بھی حاصل کئے۔ تمام مہمانوں کو مسئلہ جہاد کے بارے میں اسلامی تصور پیش کیا گیا۔ جس سے وہ بے حد متاثر ہوئے جو احباب دلچسپی کا اظہار کرتے انہیں فرینکفرٹ مشن ہاؤس کا پتہ اور ٹیلی فون نمبر دیا گیا۔

ایک فرانسیسی خاتون، جس کا خاوند مسلمان ہے، نے اسلام اور احمدیت کے بارہ میں کافی لٹریچر حاصل کیا اور دوبارہ اپنے خاوند کے ہمراہ آنے کا وعدہ کیا۔ ایک بدھسٹ نیپالی سے بھی تبادلہ خیال ہؤا۔ دو امریکن نوجوان جو کہ فرقہ Mormon سے تعلق رکھتے تھے اُن کو وفاتِ مسیح کے بارہ میں لٹریچر دیا گیا یہ دونوں احباب اپنے فرقہ کی تبلیغ کرنے والے تھے، انہوں نے وفات مسیح کے بارے میں دلچسپی کے ساتھ سوالات کئے۔ انہوں نے مشن ہاؤس آنے کا وعدہ بھی کیا۔ ہمارے لٹریچر کے تبادلہ میں اپنے فرقہ کی دو کتب ہمیں تحفۃً دیں۔

جرمن لوگوں میں زیادہ تر لٹریچر مذہب اسلام اور احمدیت کے بارے میں تھا جس میں اسلام میں عورت کا مقام، حضرت مسیح علیہ السلام کے سفر کشمیر پر مشتمل تھا۔ عرب اور ترک دوستوں کو ان کی اپنی اپنی زبان میں لٹریچر بھی دیا گیا۔

40 افراد اس مختصر وقت میں تبلیغی سٹال پر تشریف لائے۔ مجلس انصار اللہ فرینکفرٹ سے چار افراد اور Bad-Homburg سے چار افراد نے اس سٹال پر حاضری دی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تبلیغی سٹال کے ذریعہ نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور کارکردگی حوصلہ افزا رہی۔ الحمد للہ۔

رپورٹ :- زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ فرینکفرٹ سٹی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تلقین عمل ☆ ایک یاد دہانی

زعمائے مجالس ، ناظمین علاقہ جات و زعماء اعلیٰ متوجہ ہوں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ . كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ

(سورۃ الصّف آیت 3-4)

ترجمہ - اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو، جو کرتے نہیں۔ خدا کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں، بہت ناپسند ہے۔

پس اس قرآنی ارشاد کے پیش نظر تمام زعماء مجالس، ناظمین علاقہ جات و زعماء اعلیٰ مجلس انصار اللہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ برموقع سالانہ اجتماع انصار اللہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کئے گئے عہد کو ہمیشہ اپنے دل و دماغ میں مستحضر رکھیں اور دعوت الی اللہ کے اہم فریضہ کو اپنی تمام تر توجہ سے جامع منصوبہ بندی کے تحت شروع کریں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کے خطاب کے بعد مجالس میں کسی حد تک دعوت الی اللہ کی مساعی میں تیزی کے آثار نمودار ہوئے ہیں لیکن ابھی اس میں کافی گنجائش موجود ہے۔ اسی الٰہی ارشاد کی اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صف باندھ کر یعنی تمام مل کر دینی فرائض کے ادا کرنے کے لئے سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوطی اور پوری طاقت سے الٰہی پیغام کو عام کرو۔

براہ مہربانی اپنی مساعی سے مرکز کو بھی بروقت مطلع کرتے رہیں۔ تا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹس بغرض دعا بھجوائی جاتی رہیں۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (سورۃ الاعلیٰ آیت 10) کے خدائی فرمان کے تحت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب

باقی صفحہ 2 پر

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں تیرا در چھوڑ کر جاؤں کہاں
چینِ دل آرامِ جاں پاؤں کہاں

یاں نہ گر روؤں کہاں روؤں بتا
یاں نہ چلاؤں تو چلاؤں کہاں

تیرے آگے ہاتھ پھیلاؤں نہ گر
کس کے آگے اور پھیلاؤں کہاں

جاں تو تیرے در پہ قرباں ہوگئی
سَر کو پھر میں اور ٹکراؤں کہاں

کون غم خواری کرے تیرے سوا
بارِ فکر و حزن لے جاؤں کہاں

دِل ہی تھا سو وہ بھی تجھ کو دے دیا
اب میں امیدوں کو دفناؤں کہاں

بڑھ رہی ہے خارشِ زخمِ نہاں
کس طرح کھجلاؤں ، کھجلاؤں کہاں

کثرت عصیاں سے دامن تر ہؤا
ابرِ اشکِ توبہ برساؤں کہاں

مجلس انصار اللہ نیورن برگ کامثالی تبلیغی سٹال

مجلس انصار اللہ Nürnberg کے زیر اہتمام ایک تبلیغی سٹال مؤرخہ 30 مئی 1998ء بروز ہفتہ Nürnberg کے مرکزی علاقہ Haupt bahnhof کے قریب Königstraße میں لگایا گیا۔ اس اسٹال کے انتظامات کے سلسلہ میں پانچ انصار نے مختلف اوقات میں ڈیوٹی دی ان میں سے دو انصار نے خاص طور پر ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں بھی تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سٹال نہایت کامیاب رہا۔ مختلف قومیتوں کے بہت سے افراد نے سٹال پر تشریف لاکر اسلام واحمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے اور انہوں نے لٹریچر بھی خریدا، خاص طور پر جرمن ترجمہ قرآن مجید بڑے ذوق و شوق سے خرید کر لے گئے اس موقع پر بہت سے افراد کو لٹریچر مفت بھی دیا گیا۔ بعض دلچسپی رکھنے والے افراد نے اپنے ایڈریس اور فون نمبر وغیرہ دیئے اور بعض نے جماعت کا ایڈریس اور فون نمبر حاصل کیا۔

مختلف قومیتوں کے جو افراد سٹال پر تشریف لائے ان میں جرمن، عربی، مصری، صومالین، چینی، مراکش کے افراد تھے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے بہتر اور بابرکت نتائج پیدا کرے اور تمام انصار کو اپنے مفوضہ فرائض اور ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

سٹال کی چھتری کو بھی تمام اطراف سے مختلف بینرز مثلاً کلمہ طیبہ اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں جیسے دلکش بینرز سے سجایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اسلام و احمدیت کا پیغام احسن رنگ میں پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جن انصار نے بڑے اخلاص اور محنت سے سٹال کے ضمن میں ڈیوٹیاں دیں، بغرض دعا ان کے اسماء تحریر ہیں۔ مکرم امجد طارق صاحب، مکرم امین الدین خان صاحب، مکرم عبدالرؤف صاحب، مکرم عبدالرزاق صاحب،

(رپورٹ۔ شہزادہ قمرالدین مبشر، ناظم علاقہ بائرن)

بقیہ :- تعلیمی مساعی

اجراء کیا ہے۔ یہ کلاس ہر اتوار کو ہوتی ہے۔ اس کا دورانیہ 3 گھنٹے ہے۔ اس کلاس میں قرآن مجید، دینی معلومات کے علاوہ اُردو بھی سکھائی جاتی ہے۔ تفریح کے لئے 30 منٹ کھیل کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اطفال اور واقفین نو بچے اس کلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ اس کلاس کے انچارج مکرم حافظ عبدالحمید صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تمام قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام زعماء مجالس کو آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی اپنی مجالس میں تعلیم القرآن کلاسز کے اجراء کی توفیق عطا فرمائے اور تمام افرادِ جماعت کو اس کار خیر میں زعماء کے ساتھ بھرپور تعاون کی توفیق عطا فرمائے تا ہماری آئندہ نسلیں اس دہریت کے ماحول میں روشنی کے مینار ثابت ہوں۔ آمین۔

(قیادت تعلیم و تربیت مجلس انصار اللہ جرمنی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ :- تلقینِ عمل

بر موقع سالانہ اجتماع کو بار بار دوستوں کو بذریعہ کیسٹس سنانے کا بندوبست کریں۔ نیز تمام زعماء مجالس سے گذارش ہے کہ اپنی ماہوار کارگذاری کی رپورٹ ہر ماہ کی 10 تاریخ سے قبل دفتر مجلس انصار اللہ جرمنی میں لازمی بھجوادیا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ جرمنی)

☆☆ ☆ ☆☆☆ ☆ ☆☆

جلسہ سالانہ کا بھی شکریہ ادا کرنا واجب ہے کہ انہوں نے بھی اجتماع کو کامیاب بنانے میں مکمل تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں مقبول خدماتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے

نوٹ:- اجلاس کی مکمل روداد گذشتہ شمارہ "الناصر" میں شائع ہو چکی ہے۔ تفصیلی رپورٹ کے لئے احباب وہاں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (رپورٹ:- محمد عرفان شاکر)

(سیکرٹری اجتماع 1998 مجلس انصار اللہ جرمنی)

تعلیمی و تربیتی نصاب مجلس انصار اللہ جرمنی

سہ ماہی سوم سال 1998ء (جولائی، اگست، ستمبر)

1: قیام صلوٰۃ:- ☆ ترجمہ نماز مکمل بمعہ دعائے قنوت ☆ اپنی مجلس میں نماز سنٹر کا قیام

2: قرآن کریم:- ☆ تلاوت قرآن مجید بلاناغہ ☆ ترجمہ قرآن کریم، سورۃ البقرہ کے پہلے چھ رکوع

3: حفظ قرآن:- ☆ سورۃ البقرہ کے پہلے تین رکوع نیز سورۃ الفیل و سورۃ النصر

4: ادعیہ:- ☆ اذان کے بعد کی دعا بمعہ ترجمہ

5: حفظ احادیث:- ☆ اجرائے نبوت کے بارہ میں ایک حدیث

اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدِیْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ (کنز العمال صفحہ 137)

☆ وفات مسیح کے بارہ میں ایک حدیث

لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ (ابن کثیر جلد 2 صفحہ 246)

6: جھوٹ کے خلاف جہاد:- جھوٹ کے خلاف جہاد کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ بر موقع اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی مئی 1996ء کو بار بار پڑھنے کی تلقین

7: مطالعہ کتب:- ☆ "مسیح ہندوستان میں"

8: تاریخ اسلام:-

دور اوّل — سیدنا حضرت رسول کریم ﷺ کے جنگ بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کے واقعات

دور ثانی — تاریخ احمدیت 1991ء تا 1998ء

نوٹ:- قرآن مجید صحیح تلفظ سے پڑھنے کے لئے ترتیل القرآن مرتبہ شعبہ تعلیم و تربیت مجلس انصار اللہ سے استفادہ کریں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ جرمنی ☆☆☆ قائد تربیت مجلس انصار اللہ جرمنی)

پاکستانی بھائیوں کے لئے دعوت الی اللہ کا ایک شاندار پروگرام

☆ زعیم صاحب مجلس انصار اللہ کی رپورٹ کے مطابق Aachen/Stolberg کی جماعتوں نے مشترکہ طور پر پاکستانی بھائیوں کے لئے ایک تبلیغی نشست کا اہتمام کیا۔ اس نشست میں مکرم محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان کے ہمراہ مکرم ملک عبداللطیف صاحب قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ جرمنی بھی تشریف لائے اور مکرم منور اختر صاحب بحیثیت ناظم علاقہ مجلس انصار اللہ بھی شامل ہوئے۔ تمام احباب جماعت نے بڑے جوش و خروش سے اس نشست کو کامیاب بنانے کے لئے کام کیا۔ ہالینڈ اور بیلجیئم کے پاکستانی احباب نے بھی اس میں شرکت کی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے احمدیت کا تفصیلی تعارف کروایا۔ احمدیت کا تاریخی پس منظر بیان کیا۔ حاضرین کی اکثریت پڑھے لکھے افراد پر مشتمل تھی۔ نشست کے اختتام پر تمام حاضرین نے مکرم ڈاکٹر صاحب سے اتفاق کرتے ہوئے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آج کے دور میں جبکہ اسلام کے خلاف زہرناک پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ صرف احمدیت ہی تنہا ان تمام طاغوتی اور دجالی طاقتوں سے نبرد آزما ہے اور اسلام کی سربلندی اور دکھی انسانیت کے لئے امن اور سلامتی کا پیغام دے رہی ہے۔

نشست کے اختتام پر ڈاکٹر صاحب نے احمدی انصار بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دعوت الی اللہ سے پہلے ہمیں خود اپنے کردار کا انفرادی اور اجتماعی طور پر جائزہ لیتے رہنا چاہیئے تاکہ معاشرہ ہمارے اخلاق سے متاثر ہو کر از خود دعوت اسلام کی طرف راغب ہو۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نشست کے بہترین ثمرات سے نوازتے ہوئے غیر از جماعت کو احمدیت کے نور سے منور کردے۔ (آمین)

انتظامی لحاظ سے اجتماع مجلس انصار اللہ جرمنی 1998ء کی مختصر رپورٹ

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے مجلس انصار اللہ جرمنی کو اٹھارہواں سالانہ اجتماع مؤرخہ 15 تا 17 مئی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس اجتماع کی اہمیت اس وجہ سے بھی زیادہ تھی کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس اجتماع میں شرکت فرما کر اس اجتماع کی رونق کو دوبالا کردیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجتماع سے تقریباً 6 ماہ قبل مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کے ایک اجلاس میں مکرم محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی نے یہ تجویز پیش کی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اس اجتماع میں شمولیت کی دعوت دی جائے سب اراکین مجلس عاملہ نے نہ صرف بھرپور تائید کی بلکہ پورے طور پر تعاون کی یقین دہانی کرائی حضور اقدس کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کمال شفقت اور مہربانی سے اس درخواست کو قبول فرمایا۔ (الحمد للہ)

اس منظوری کے فوراً بعد مکرم و محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا اور اس اجلاس میں متفقہ طور پر مکرم و محترم چوہدری مقصود احمد صاحب نائب صدر اوّل کو منتظم اعلیٰ نامزد کیا گیا اور سیکرٹری اجتماع قائد عمومی مجلس انصار اللہ کو نامزد کیا گیا۔ مقام اجتماع کے لئے یہ تجویز منظور ہوئی کہ باد کروئزناخ جہاں کئی سالوں سے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع ہو رہے تھے اُسی جگہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ باہمی صلاح مشورہ سے مجلس انصار اللہ بھی اپنا اجتماع منعقد کرے۔ چنانچہ اس بارہ میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ کی گئی اور طے پایا کہ تیاری مقام اجتماع کے لئے اور دیگر لازمی ضروریات کے لئے اٹھنے والے اخراجات مجلس انصار اللہ برداشت کرے گی اور یہ تیاری مقامِ اجتماع، انصار اللہ کے اجتماع سے پہلے ہوگی۔ اور مجلس انصار اللہ کا اجتماع خدام الاحمدیہ کے اجتماع سے ایک ہفتہ قبل ہونا قرار پایا۔

تیاری اجتماع کا آغاز مؤرخہ 7 اپریل بعد دوپہر بمقام باد کروئزناخ (Bad-kreuznach) محترم مکرم داؤد احمد صاحب کاہلوں صدر مجلس انصار اللہ نے اجتماعی دعا سے کیا۔ جس میں نیشنل مجلس عاملہ کے اراکین ناظمین علاقہ جات کے علاوہ مکرم محترم میاں محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور اراکین کمیٹی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی شرکت کی۔ خدام اور انصار نے تیاری مقام اجتماع کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اجتماع انصار اللہ کے جملہ امور کو بااحسن چلانے کے لئے منتظم اعلیٰ نے 7 نائب منتظمین اعلیٰ نامزد کرکے اُن کے شعبہ جات تقسیم کرکے ضروری ھدایات دے کر باقاعدہ ایک لائحہ عمل چارٹ کی صورت میں تیار کیا گیا۔ اجتماع کمیٹی کی تشکیل کے بعد بمقام نیدرایش باخ اس کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں معاونین کی فہرست اور شعبہ جات کی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر بحث کی گئی۔ نیز تمام منتظمین کو اُن کی ذمہ داریوں کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ اجتماع کمیٹی کے مختلف اوقات میں 6 اجلاس منعقد کرکے جملہ امور و فرائض کو حتمی شکل دی گئی۔

چونکہ اتنے بڑے اجتماع کا مجلس انصار اللہ جرمنی کو منعقد کرنے کا پہلا موقع تھا۔ اس لئے کہیں نہ کہیں انتظامی طور پر کمی ضرور رہی لیکن اس کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام منتظمین نے مکرم و محترم چوہدری مقصود احمد صاحب منتظم اعلیٰ کی نگرانی میں اپنے اپنے شعبہ جات کی ذمہ داری کو خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی کے ساتھ سرانجام دیا۔ الحمد للہ۔

علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی اپنے طے شدہ پروگرام کے تحت نہایت نظم و نسق سے ہوئے۔ تمام حصہ لینے والوں نے نہایت نظم و ضبط کا مظاہر کرتے ہوئے منصفین کے فیصلہ جات کو شرح صدر کے ساتھ نہ صرف قبول کیا بلکہ پورا تعاون کیا۔

دوران اجتماع پیارے آقا خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نیشنل مجلس عاملہ اور ناظمین علاقہ جات کے ساتھ اجتماعی فوٹو اور ملاقات کا شرف بخشا۔ اجتماع کی کارروائی کے بعض حصے MTA کے کیمروں نے کور کئے۔ علاوہ اس کے فوٹوگرافی بھی کی گئی۔

کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بروز جمعہ اور اتوار ورزشی مقابلہ جات دیکھنے کے لئے میدان میں تشریف لائے اور آپ نے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں شرف مصافحہ بخشا۔

اجتماع کمیٹی مکرم محترم امیر صاحب جرمنی کی تہہ دل سے مشکور ہے کہ آپ نے اپنی بے شمار مصروفیات کے باوجود وقتاً فوقتاً انصار اللہ کی راہنمائی فرمائی۔ اسی طرح مربیان کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ بھی بے حد شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بھی ہماری ہر موقع پر راہنمائی فرمائی اور اپنی قیمتی اور روح پرور نصائح سے نوازا اور محترم افسر صاحب

مختصر حالاتِ زندگی

سیدنا حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قدرتِ ثانیہ کے مظہر اول سیدنا حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سے کون احمدی واقف نہیں۔ آپ کا مقام جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

آپ 1842ء میں پنجاب کے ایک قصبہ بھیرہ ضلع شاہ پور کے محلّہ معماران میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے اجداد میں سے متعدد افراد اولیاء اللہ کا مقام رکھتے تھے۔ اور آپ سے پہلے گیارہ پشتوں تک کے تمام بزرگ حافظ قرآن تھے۔ والد ماجد کا اسم گرامی حضرت حافظ غلام رسولؒ اور والدہ ماجدہ کا نور بخت تھا جو نیک خاندان سے تعلق رکھنے کے علاوہ خود بھی متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں اور قرآن مجید سے بے انتہا عشق و محبت رکھتی تھیں اسی لئے ساری زندگی قرآن مجید سکھانے میں صرف کی۔

اپنی والدہ سے ہی آپ نے قرآن مجید اور فقہ کی چند کتب پڑھیں۔ بچپن سے ہی والدین نے تعلیم و تربیت کا خاص دھیان رکھا۔ حافظہ غضب کا ہونے کی وجہ سے آپ علمی میدان میں غیر معمولی ترقی کرتے رہے۔ بچپن سے ہی کتابیں جمع کرنے، تیراکی، گھوڑ سواری کے علاوہ اعلیٰ علم حاصل کرنے کا شوق تھا جس کی خاطر آپ نے مختلف جگہوں کا سفر بھی کیا اور تعلیم حاصل کی، اسی طرح اپنی لائبریری میں مختلف علوم کی کتابیں اکٹھی کیں، کثرتِ مطالعہ کے سبب آپ بیمار بھی ہوگئے۔ حصولِ علم کے لئے سالہا سال وطن سے دور رہے حتیٰ کہ مکہ معظمہ میں ڈیڑھ سال قیام کر کے علم حدیث حاصل کیا اور مدینہ تشریف لے گئے۔ 1853ء سے ہی علم طب پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور اس میں غیر معمولی ترقی کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں نارمل سکول راولپنڈی میں داخلہ لیا اور نمایاں کامیابی حاصل کی اور پنڈ دادن خاں کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔

ایک بار اچھے استاد کی تلاش میں وطن سے دور تھے کہ تین دن فاقہ کرنا پڑا۔ تین دن فاقے کے بعد ایک مسجد میں نماز مغرب ادا کرنے گئے جب سب لوگ چلے گئے اور آپ بھوکے بیٹھے تھے کہ آواز آئی، نور الدین! نور الدین! یہ کھانا جلد آکر پکڑ لو۔ چنانچہ وہ کھانا آپ نے پیٹ بھر کر کھایا اور برتن مسجد کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیئے، آٹھ دس دن بعد جب آپ اس مسجد میں گئے تو وہ برتن وہیں لٹکے ہوئے تھے جس سے آپ کو یقین ہوگیا کہ خداتعالیٰ نے ہی آپ کے لئے کھانا بھجوایا تھا۔

پچیس سال کی عمر میں آپ کو حج کعبہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب آپ کی عمر تیس سال کی ہوئی تو بھیرہ کے ایک مفتی مکرم قریشی نعمانی صاحب کی صاحبزادی فاطمہ کے ساتھ شادی ہوئی اور ایک بچے کے نام پر آپ کی کنیت ابواُسامہ ہوئی۔ دوسری شادی مارچ 1889ء میں حضرت صوفی احمد جان لدھیانوی کی دُختر سیّدہ صُغریٰ بیگم صاحبہ سے ہوئی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنفس نفیس شریک ہوئے۔

ابتداء میں نامساعد حالات کے باوجود بھیرہ میں ہی ایک مطب قائم کیا جہاں پر ایک فالج زدہ کا کامیاب علاج کرنے پر آپ کا غیر معمولی شہرہ ہوا۔ پھر جموں کے محکمہ پولیس کے ایک ملازم متھرا داس نامی کی تپ دِق کا علاج کرنے پر آپ کی شہرت مزید بڑھی اور وزیر اعظم جموں و کشمیر نے آپ کو ملازمت کی پیشکش کی جسے آپ نے منظور فرمالیا۔

پہلے پہل آپ شاہی طبیب کے اسسٹنٹ اور پھر جلد ہی شاہی طبیب بن گئے اور ریاست کے تمام شفاخانے آپ کے زیرانتظام آگئے جس کا انتہائی دیانتداری کے ساتھ حق ادا کیا۔ آپ اپنے علم و فضل، تقویٰ، توکّل علی اللہ اور طبّی کمالات کی وجہ سے مشہور ہو رہے تھے۔ 1881ء میں ایک راجہ کے ساتھ شہزادہ کی شادی پر جا رہے تھے، ہاتھی پر سوار تھے کہ ایک اسپرنگ لگنے سے زخمی ہوگئے چنانچہ زخم ٹھیک ہونے پر ایک گھوڑی پر روانہ ہوئے مگر اس سواری کی طاقت نہ ہونے کے سبب آپ کے لئے پالکی کا انتظام کیا گیا۔ اس میں لیٹ کر قرآنِ مجید حفظ کرنا شروع کیا۔ جموں پہنچنے تک ایک ماہ کے سفر میں چودہ سیپارے حفظ کر لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ سے قبل دُعا فرمایا کرتے تھے کہ اے خُدا! مجھے ایسا مددگار عطا فرما جو میرے کاموں میں میرا ممد اور معاون ہو۔ دوسری طرف آپ بھی دُعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی! ایسا کامل مرد پیدا کر جو ایسی نازک حالت میں دُشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرے چنانچہ جب آپ پہلی مرتبہ قادیان میں حاضر ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "ھٰذا دعائی" یعنی یہ میری دعا کی قبولیت کا ثمرہ ہے۔ جس کا حضورؑ نے بعد میں "آئینہ کمالات اسلام" میں تذکرہ فرمایا۔ حضور فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو قبول کیا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا جو میرے مددگاروں کی آنکھ ہے اور میرے ان مخلص دوستوں کا خلاصہ ہے جو دین کے بارے میں میرے دوست ہیں۔ اس کا نام اُس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے...... پس مجھ کو اس کے ملنے سے ...... ایسا سُرور ہوا جس طرح کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ملنے سے خوش ہوئے تھے۔"

ایک اور موقع پر بڑے پیارے انداز میں فرمایا ~

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمت نور دیں بودے

ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

ترجمہ:- کیا ہی اچھا ہو تا اگر اُمت میں سے ہر ایک نور دیں ہوتا یہی ہوتا اگر ہر دل نور یقیں سے بھرا ہوتا۔

"وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جس طرح نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔"

"انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردّد مجھے قبول کیا جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں...... تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اِس عاجز کے اِس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات اُن کے درج تھے۔ امنا و صدقنا فاکتبنا مع الشھدین۔"

23 مارچ 1889 کو جب لدھیانہ میں صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر بیعت لی گئی تو حضور علیہ السلام نے سب سے پہلے آپ کی بیعت لی اور آپ کو اول المبائعین ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ بیعت کے بعد آپ نے اپنا سب کچھ اپنے امام کے قدموں میں نچھاور کر دیا جس کی ایک جھلک درج ذیل واقعہ میں نظر آتی ہے۔

ستمبر 1892 میں آپ نے بھیرہ میں ایک مکان اور وسیع ہسپتال بنانا شروع کیا۔ ابھی کام چل رہا تھا کہ آپ کو لاہور آنا پڑا لاہور سے آپ قادیان بھی چلے آئے۔ حضورؑ نے فرمایا اب تو آپ فارغ ہیں یہاں رہیں، آپ نے سمجھا کہ دو چار روز رہنا ہو گا، ایک ہفتہ خاموش رہے۔ پھر حضورؑ نے فرمایا آپ اکیلے ہیں اپنی بیوی کو بھی بلالیں۔ تب آپ سمجھے کہ زیادہ دن رہنا پڑے گا۔ چنانچہ آپ نے مکان اور ہسپتال کا کام بند کرادیا۔ چند روز بعد فرمایا کتابوں کا شوق ہے یہیں منگوالیں۔ پھر ایک دن فرمایا دوسری بیوی بھی منگوالیں۔ پھر فرمایا وطن کا خیال چھوڑ دیں۔ چنانچہ اس کے بعد وطن جانے کا خیال ہی ترک کر دیا۔

لوگوں نے مشورہ دیا کہ لاہور یا امرتسر ہسپتال بنالیں مگر آپ نے اپنے آقا کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور طبابت کے علاوہ قرآن و حدیث کے درسوں کا سلسلہ بھی جاری فرمایا اور حضورؑ کے حکم سے سیکرٹری بہشتی مقبرہ اور صدر صدر انجمن احمدیہ کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت جماعت کو شدید صدمہ تھا جس میں آپ نے ساری جماعت کو تسلی دی۔ اُس وقت آپ کی عمر 67 سال تھی۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں بیعت لینے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا دعا کے بعد جواب دوں گا۔ چنانچہ پانی منگوا کر نفل ادا کئے۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا چلو وہاں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسم مبارک ہے۔ اور تمام لوگوں سمیت باغ میں تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے کھڑے ہو کر تمام جماعت کی طرف سے ایک تحریر پڑھی جس میں آپ کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی گئی تھی۔ آپ نے لوگوں کے سامنے درد بھری تقریر فرمائی اور فرمایا یہ بوجھ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی اٹھاتا ہوں۔ چنانچہ اس موقعہ پر 1200 کے قریب لوگوں نے بیعت کی جبکہ سب سے پہلے حضرت سید اُم المومنینؓ نے بیعت کی۔ اور آپ پر خلافت کی ذمہ داری بھی عائد ہوگئی اور بہت سے نمایاں کام آپ نے سرانجام دیئے۔

ستر سال کی عمر میں آپ گھوڑے سے گرے اور شدید چوٹیں آئیں۔ 1913ء کا جلسہ سالانہ آپ کی خلافت کا آخری جلسہ تھا جس میں آپ نے دو زبردست تقریریں کیں، زخم ٹھیک ہونے کے باوجود آپ کی صحت گر رہی تھی اور دین کے کام بہت زور سے جاری تھے۔ جنوری 1914ء میں رات کو پیشاب کے لئے اُٹھے تو گر گئے، یہ آخری بیماری کا آغاز تھا، باوجود شدید تکلیف کے درسِ قرآن میں ناغہ نہیں ہونے دیا۔ 2 فروری کو بہت درد سے درس دیا۔ لوگوں پر رقت طاری ہوگئی اور لوگوں کو محسوس ہوا کہ اب آپ کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ 13 مارچ بروز جمعہ آپ کی حالت نازک ہوگئی۔ بعد دوپہر دو بجکر 20 منٹ پر نماز کی حالت میں اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔

دوسرے دن نماز عصر کے بعد مسجد نور میں خلافتِ ثانیہ کا انتخاب ہوا اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درد بھری تقریر فرمائی بعد دعا و تقریر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے میدان میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں دو ہزار افراد نے شرکت کی اور وہاں سے آپ کی نعش بہشتی مقبرہ میں لائی گئی اور آپ کے آقا سیّدنا حضرت مسیح موعود کے پہلو میں آپ کو ہمیشہ کے لئے سپرد خاک کر دیا گیا۔

آپ کی کئی گراں قدر تصانیف کے علاوہ آپ کے خطبات بھی "خطبات نور" کے نام سے دو حصوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ پہلی جلد میں یکم جنوری 1899ء سے 24 اپریل 1908ء تک کے 36 خطبات اور دوسری جلد میں مئی 1908ء تا مارچ 1914ء کے خطبات درج ہیں جن کی تعداد 83 ہے۔ اس طرح آپکے کل خطبات کی تعداد 118 ہے جو انتہائی بصیرت افروز اور ایمان افروز ہیں۔

پیدل چلنا زندگی میں اضافہ کر سکتا ہے

پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع 1998 کے موقع پر مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ ایک خصوصی نشست کے دوران فرمایا۔ کہ تمام انصار کو صحتمند اور چاک و چوبند رہنا چاہیئے۔ اس ضمن میں آپ نے بعض زریں نصائح سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ متوازن غذا کے ساتھ ہلکی پھلکی ورزش بھی جسم کو صحت مند اور توانا رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ناصر کو روزانہ سوائے کسی اشد مجبوری کے صبح کی سیر کرنی چاہیئے اور کم از کم 2 میل پیدل چلنا چاہیئے آپ نے فرمایا میں روزانہ 4 میل پیدل چل کر سیر کرتا ہوں۔

ایک مشہور محقق برنارڈ شا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی لمبی عمر اور اچھی صحت کا کیا راز ہے تو اُس نے کہا کہ سر کو ٹھنڈا رکھنے اور پاؤں کو گرم رکھنے میں ہے۔ یعنی بلا وجہ غصہ نہ کرنا اور پیدل چلنا۔

روزانہ پیدل چلنا ایک شخص کی زندگی میں خاطر خواہ اضافہ کر سکتا ہے۔ ایک تحقیقی جائزے نے یہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ ہر روز دو میل پیدل چلتے ہیں خواہ بہت ہی سست رفتاری ہی سے ہے۔ تو بھی اُن کے مرنے کے امکان میں تقریباً 50 فیصدی کمی واقع ہوئی ہے۔ رپورٹ بیان کرتی ہے کہ بالکل پیدل نہ چلنے والے لوگوں میں اُن کی نسبت جو دن میں کم از کم 2 میل پیدل چلتے تھے ہر طرح کے کینسر کے باعث مرنے کا امکان 25 گنا زیادہ تھا۔ ایک طبّی جائزے نے یہ بھی ثابت کیا کہ عمر رسیدہ لوگوں کو پیدل چلنے کیلئے حوصلہ افزائی کرنا اُن کی صحت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

(ادارہ)

بقیہ:- نظام سلسلہ کی اہمیت

ناپسندیدہ بات سے جس کے وہ مرتکب ہوتے ہوں روکتے نہ تھے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت بُرا تھا۔ بعض جماعتوں کے بعض ممبران غیر اسلامی افعال کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور عہدیداران ان کے قبیح اعمال کا علم رکھتے ہوئے نہ تو ان کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے متعلق نظام سلسلہ کو اطلاع دے کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بدی پھیلتی چلی جاتی ہے اور ایک سے دوسرے میں متعدی مرض کی طرح سرایت کرتی جاتی ہے اور پھر ایک بڑے فتنہ کی صورت اختیار کر جاتی ہے۔ لہذا تمام امراء، صدران جماعت اور عہدیداران سے گذارش ہے کہ وہ فوری طور پر اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں اور تمام غیر اسلامی افعال کے مرتکب ممبران کی پہلے خود اصلاح کرنے کی کوشش کریں اور اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں تو فوری طور پر انتظامیہ کو اطلاع دیں تا ایسے عناصر سے جماعت کو پاک کرنے کے لئے آخری قدم اٹھایا جاسکے۔

نظام سلسلہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"نظام جماعت سے ادب سے اور اطاعت سے متحد اور متفق رہنا بہت اہم بات ہے کیونکہ نبوت کی نیابت میں یہی حبل اللہ ہے جو خدا کی رضا کا موجب ہے۔ وہ لوگ جو حبل اللہ کو چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کا رعب کم ہونا شروع ہو جاتا ہے وہ اپنی ہلاکت کے علاوہ ماحول کی ہلاکت کا بھی موجب بن جاتے ہیں اور بالعموم ایسی جماعتوں میں افتراق کا رجحان شروع ہو جاتا ہے پارٹی بازی شروع ہو جاتی ہے......"

"...... میرا عمومی تجربہ یہ ہے کہ جن جماعتوں میں وحدت ہے ان میں برکت ہے اور وہ اپنے ماحول کی اصلاح کے اہل ہیں اور اللہ کے فضل سے وحدت کے نتیجے میں بیشمار برکتیں ان کو نصیب ہوتی ہیں، ان کی دعوت الی اللہ بھی قبول کی جاتی ہے، لیکن جہاں جماعتوں میں افتراق ہے وہاں کوئی بھی برکت باقی نہیں رہتی بلکہ نحوست پیدا ہو جاتی ہے...... بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے بعض افراد ہوتے ہیں جن کے مزاج میں سختی پائی جاتی ہے خود غرضی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے فسادات پیدا ہو جاتے ہیں......"

فرمایا"...... وہ امیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ہر فرد کا درد رکھتا ہے وہ آسانی سے یہ بات ہونے ہی نہیں دیتا کہ کوئی انسان آگ کے کنارے تک پہنچ جائے۔ حتی المقدور یہ کوشش کرتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو کسی غلط فہمی یا انانیت کا شکار ہو رہا ہے اس کی اصلاح کرے اور بالعموم ایسے امراء جو جماعت کا درد رکھتے ہیں جو برداشت نہیں کر سکتے کہ ایک احمدی بھی ضائع ہو، ان کے ہاں اتحاد کی اور شکل ہوتی ہے اور وہ امراء جو اس معاملہ میں بے حس ہیں ان کے ہاں اتحاد کی اور شکل ہوتی ہے۔

فرمایا"امیر اور صدر میں فرق ہے کہ صدر لوگ خود بناتے ہیں لیکن امیر مقرر کیا جاتا ہے اس لئے اگر صدر غلطی کرے تو اس کی ذمہ داری چھوٹی ہوتی ہے لیکن اگر امیر غلطی کرتا ہے تو وہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہوتا ہے وہ خلیفہ وقت کے اعتبار کو ٹھوکر لگاتا ہے اور اس کی غلطی کے نتیجہ میں جو گناہ ہوتا ہے وہ زیادہ باز پرس کا حق دار ہے۔"

حضور نے بتایا کہ وہ امراء جو بیرونی ممالک میں جماعت کی طرف سے بنائے جاتے ہیں۔ مقامی لوگوں کا ان کی امارت میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ کلیۃً باہر سے ایک حکم ملتا ہے۔ اس میں اس جماعت کا اخلاص دیکھیں کہ وہ اس کے ہر حکم کی اطاعت کرتی ہے اور اس امیر کا حال دیکھیں جو جماعت کے اس اخلاص کے باوجود ان کو ہاتھ سے کھوتا چلا جاتا ہے اور اپنے اعتماد کو بار بار ٹھوکر لگاتا ہے۔ اپنی امارت جتانے کا اس کو زیادہ شوق ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت سے تعلق توڑ کر کوئی شخص باہر جا رہا ہوتا ہے اس کے ذہن میں ہر وقت یہ جھگڑا ہوتا ہے کہ وہ ثابت کر کے دکھائے کہ وہ امیر ہے...... امارت کے آداب سکھانا اس کا فرض ہے امارت جتانا اس کا حق نہیں......"

فرمایا"...... جو امیر جماعت کو بھائی بھائی بنانے کی کوشش نہیں کرتا وہ یقیناً خدا کے ہاں پوچھا جائے گا ہم ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں کہ ذمہ داریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں، آج بھی امارتیں ہی ہیں جنہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالنا ہے اور امیر بننے کی صلاحیتیں پیدا کرنی ہیں جنہوں نے قوموں کو لیڈر عطا کرنے ہیں۔ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتے اور جماعتیں افتراق کا شکار رہیں گی تو کیسے وہ لوگ پیدا ہوں گے جنہوں نے سارے عالم کو ایک امت بنا دینا ہے اس لئے چونکہ امت واحدہ بننے کا وقت قریب آ رہا ہے اس لئے بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہر کوشش کریں ہمارے تمام اختلافات مٹ جائیں اور جماعت امت واحدہ بن کر اُبھرے۔ اس لئے خصوصیت سے توجہ دلا رہا ہوں کہ ابھی تک بعض مقامات پر فسادات کے اڈے قائم ہیں اور بعض ملکوں میں وہ ذلیل اور کمینی حرکتیں ابھی تک چل رہی ہیں کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے۔ میں تنگ آگیا ہوں ان چیزوں سے اس لئے امراء کیلئے اب دو راستے ہیں یا تو اپنی حالت کو درست کریں اور ساری جماعت کو متحد کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں یا پھر جو قصور وار ہیں ان کو سامنے کریں تو ان کو باہر نکال پھینکا جائے ......" (ماخوذ از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مؤرخہ 24 جولائی 1987ء بمقام مسجد فضل لندن)

آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ملفوظات مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز درج کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ان کی روشنی میں تمام امراء، صدران اور ممبران مجالس عاملہ اپنا اپنا محاسبہ کریں اور اپنی جماعتوں کے ممبران کا جائزہ لیں کہ وہ وحدت اور اتحاد کے قائم رکھنے اور افتراق اور اختلافات سے بچاؤ کیلئے اور اگر کہیں کوئی رخنہ پیدا ہو گیا ہو تو اس کے دور کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو کہاں تک حقیقی طور پر ادا کر رہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اسکو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے ...... تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمہ کہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جائے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو...... ہمارا یہ مطلب نہیں کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جائے۔" (ملفوظات جلد ہفتم 79-77)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد عمومی رنگ میں ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے تاہم جہاں تک عہدیداران کا تعلق ہے ان کے لئے قرآن کریم میں مذکور گذشتہ اقوام کے حالات ان کے جرائم اور ان پر ان کو ملنے والی سزا یقیناً عبرت کا موجب ہونے چاہئیں۔

قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیات 79-80 میں بنی اسرائیل پر لعنت ڈالنے کا ذکر ہے اور ان کے ملعون ہونے کی ایک وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ کانو الا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون یعنی وہ ایک دوسرے کو کسی

< باقی صفحہ 3 پر >

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور

لیکھرام پشاوری کا عبرت ناک انجام

چھ مارچ کا دن اسلام کی عظیم الشان فتح کا دن ہے۔ یہی وہ فیصلہ کن دن ہے کہ جس میں خدا تعالیٰ نے اسلام کے بہادر پہلوان سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ آریوں کے نامی پہلوان کو پچھاڑ دیا اور آریہ قوم کے پنڈت کو نہ صرف یہ کہ ہزیمت اٹھانی پڑی بلکہ خدا تعالیٰ کی غیبی تلوار نے اسے موت کے گھاٹ اتار چھوڑا۔ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ یہ دن تاریخ عالم میں یوم الفرقان کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ مقابلہ دو شخصوں کے درمیان تھا اور حق و باطل کی جنگ تھی جس کا آخری فیصلہ اس روز ہوا۔ یعنی 6 مارچ 1897ء کو آریہ قوم کے مشہور و معروف لیڈر پنڈت لیکھرام پشاوری کو خدا تعالیٰ کی قہری تجلی سے اچانک خارق عادت طور پر قتل کیا گیا اور اس طرح خدائے حی و قیوم نے 6 مارچ کو اسلام کی صداقت اور سیدنا حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے ایک روشن اور چمکتا ہوا نشان ظاہر کیا فرمایا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت مخالفین اسلام میں سے آریہ سماج خاص طور پر اسلام اور سیدنا حضرت بانی اسلام ﷺ کی ذات گرامی پر نہایت گندے حملے کرنے میں پیش پیش تھی۔ اور آریوں کے لیڈر پنڈت لیکھرام تو حد درجہ گستاخی میں بڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے تو اسلام کے خلاف وہ کیچڑ اچھالا اور آنحضرت ﷺ کی مقدس شان کے خلاف وہ زہر اگلا اور اس قدر دریدہ دہنی اور بدزبانی کی کہ اس کے تصور سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کی بعثت کا مقصد ہی اسلام کی حقانیت کو دنیا میں آشکار اکرنا اور سید تا رسول مقبول ﷺ کی عظمت اور شان کو ظاہر کرنا تھا، پنڈت لیکھرام کو بہت روکا اور اسے بہت سمجھایا لیکن بجائے اس کے کہ اس کی غلط روش میں کوئی کمی پیدا ہوتی اضافہ ہی ہوتا گیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اندر من مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو اُن کی قضاو قدر کی نسبت پیشگوئی شائع کی جائے۔ تو اندر من تو ڈر گیا لیکن لیکھرام نے بڑی جسارت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ جو چاہو میری نسبت شائع کر دو۔ بہتر ہوگا کہ یہاں سیدنا حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی ساری پیشگوئی آپ کے اپنے الفاظ میں پیش کر دی جائے جس سے اس پیشگوئی کا مقصد اور اُس کا پس منظر بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار 20 فروری 1886 میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندر من مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضاء قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب

یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو 20 فروری 1893ء روز دوشنبہ ہے۔ اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی اور خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو 20 فروری 1893ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر سزا بھگتنے کو میں تیار ہوں۔"

اس پیشگوئی کا ایک ایک لفظ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدر اسلام کی تڑپ اور درد اپنے سینہ میں رکھتے تھے اور آپ اپنے آقا و پیشوا سیدنا حضرت رسول مقبول ﷺ کے عشق میں اس طرح سرشار تھے کہ اپنے پیارے اور محبوب آقا کے خلاف کچھ بھی سننا گوارا نہ کرتے تھے۔ لیکھرام کے طور طریق سے جو اس نے آنحضرت ﷺ کی شان اعلیٰ میں روا رکھا تھا آپ کا دل چھلنی ہو رہا تھا۔ آپ نے برداشت بھی بڑی کی اور لیکھرام کو متنبہ بھی کیا۔

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغ برانِ محمدؐ

کہ اے نادان اور بے راہ دشمن! محمد رسول اللہ ﷺ کی چمکتی ہوئی تیز تلوار سے ڈر، پر افسوس کہ وہ باز نہ آیا۔

پیشگوئی کا خلاصہ

اس پیشگوئی میں تین چیزوں کا بیان ہے۔

اوّل:- یہ کہ لیکھرام کو اس کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کے عوض میں عذاب ضرور مل کر رہے گا۔

دوم:- عذاب کا وقت بیان کیا کہ 20 فروری 1893 سے لے کر چھ سال کے اندر اندر وہ عذاب نازل ہوگا اور رسالہ کرامت الصادقین میں 1893 میں آپ نے یہ بھی لکھا

وبشرنی ربی وقال مبشرًا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

یعنی مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے بشارت دی اور کہا کہ عنقریب تو اس عید کے دن کو پہچان لے گا اور اصل عید کا دن بھی اس عید کے قریب ہوگا۔ یعنی لیکھرام کی ہلاکت عید کے دن کے قریب واقع ہوگی۔

سوم:- یہ عذاب معمولی تکالیف سے نرالا اور اس قدر خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہوگا کہ آریہ قوم خواہ کتنی ہی دعائیں اور کوششیں کر لے وہ اس قدر دردناک عذاب کو لیکھرام سے ہٹا نہیں سکے گی یہ ایک اٹل فیصلہ خداوندی ہے۔ و کان امرًا مقضیا۔

باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ تعالیٰ